



جامعہ دارالتقویٰ  
لاہور کاترجمان

# دارالتقویٰ

جمادی الثانیہ ۱۴۴۱ھ  
فروری ۲۰۲۰ء

سوانح حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ  
اسلام میں صنفِ نازک کی رعایت  
قدما و قدیمات جوڑ دو منٹ کی عدالت

# جامعہ دارالتقویٰ کے فضلاء کرام کیلئے



سالانہ تربیتی

## اجتماع 2020ء

16

فروری

بروز  
اتوار

صبح 10:00 بجے  
سے رات عشاء

- ماورِ علمی سے تجدید تعلق، اساتذہ کرام کی زیارت اور ان سے استفادہ
- عصر حاضر کے درپیش مسائل میں راہِ عمل کی جانب اہم پیش رفت
- ہمعصر ساتھیوں سے مفید ملاقات
- اپنی دینی صلاحیتوں و استعداد کو ہمت تازہ بخشنے کیلئے

گزارش ہے کہ تمام فضلاء کرام اپنی قیمتی مصروفیات سے وقت نکال کر ضرور شرکت فرمائیں۔  
اور 16 فروری کو صبح 10 بجے سے پہلے جامعہ میں پہنچنے کا اہتمام فرمائیں۔

تمام فضلاء کو فردا فردا دعوت نامے ارسال کیے جا رہے ہیں  
مزید اس اشتہار کو بھی دعوت نامہ سمجھیں اور تشریف لائیں۔

برائے رابطہ منتظم قدام اجتماع 03214159682 فضلاء دارالتقویٰ گروپ جوائن کریں

☎ 0321-777-1130 ☎ 042-37414665

جامع مسجد الہلال، چوہدری پارک، لاہور

بمقام

☎ 03-222-333-224 🌐 www.darulitaqwa.org 03217771130\04237414665

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ  
دارالتقویٰ  
لاہور

بدعا حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد 9 جمادی الثانیہ 1441ھ -- فروری 2020ء شماره 6

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عثمان صاحب

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عامر رشید صاحب

حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب

مجلس مشاورت

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر

مولانا عبدالودود ربانی

مدیر مسئول

مفتی محمد اسامہ مولانا ذوالکفل

مجلس ادارت

فردی 2020ء

# فہرست

ماہنامہ دارالتقویٰ

اداریہ  
فی شمارہ: ۳۰ روپے  
سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے  
مدیرمسؤل 5  
قدماء و قدیمات جوڑ

## خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

متصل جامع مسجد الہلال

چو برجی پارک لاہور

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے

مذکورہ پتہ پر مئی آرڈر کریں

فون نمبر:

04235967905  
03005553616

اس دائرے میں سرخ نشان  
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

Email Address  
monthlydarultaqwa  
@gmail.com

## مقام اشاعت:

متصل جامع مسجد الہلال

چو برجی پارک لاہور

بینک اکاؤنٹ نمبر

1001820660001

نیشنل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرسٹ

ایم آئی بی برانچ کوڈ 159 (مسلم کمرشل بینک)

منبع: شرکت پرنٹنگ پریس

## درس قرآن

اہل ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان  
مفتی عاشق الہی بلند شہری 9

## مقالات و مضامین

اسلام میں صنف نازک کی رعایت  
پروفیسر عبداللہ 12

مولانا اویس احمد صاحب کی دورہ حدیث کے طلباء کو نصائح  
مولانا لیتیق احمد نعمانی 20

جہان دیدہ  
مفتی محمد تقی عثمانی 23

علماء کا ادب کریں اگرچہ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں  
مولانا محمد ارشد 30

دومنٹ کی عدالت  
عبدالودود ربانی 32

قدما اجتماع کی اہمیت  
مولانا محمد انور غازی 35

سوانح حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ  
مولانا محمد ذوالکفل 38

حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب کا بیان  
مولانا لیتیق احمد نعمانی 43

حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی  
قاری محمد اسحاق ملتانی 52

وفاق المدارس اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی تفصیل  
لیتیق احمد نعمانی 59

آپ کے مسائل اور ان کا حل  
دارالافتاء و تحقیق 63

جامعہ کے شب و روز  
عبدالودود ربانی 66

## حرفِ اولیں

### جامعہ دارالتقویٰ کے قدما و قدیمات کا جوڑ

جامعہ دارالتقویٰ کی اول روز سے یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے طلبہ کی تعلیم و تربیت، کردار سازی، عالمی، ملکی و سیاسی حالات کے تناظر میں ان کی درست سمت رہنمائی اور دعوت کی مبارک محنت کے ساتھ نہ صرف اپنے زیر تعلیم بنین و بنات کی وابستگی کو ہر حال میں یقینی بنائے بلکہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی اپنے قدما اور قدیمات کے حالات سے آگاہ رہے اور موقع بہ موقع ان کی رہنمائی کرتا رہے تاکہ ہمارے فضلا معاشرے کا مفید رکن بن کر ملک و قوم کی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل جن کا زیور ہو دعوت جن کا ہتھیار ہو اور پوری دنیا جن کا میدان عمل۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ مختلف حوالوں سے اپنے قدیم طلبہ کے ساتھ رابطے میں رہتا ہے تاکہ ان کے حالات سے بھی آگاہی ہوتی رہے اور ان کی نگرانی و رہنمائی کا عمل بھی جاری رہے۔ اس دوطرفہ رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ سالانہ جوڑ ہے۔ جامعہ دارالتقویٰ حسب معمول امسال بھی اپنے فضلا و فاضلات کے لئے تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کر رہا ہے جیسے ”قدما و قدیمات جوڑ“ کا نام دیا گیا ہے۔ جامعہ دارالتقویٰ کی ”قدیمات کا جوڑ“ ان شاء اللہ 9 فروری بہ روز اتوار صبح 9 بجے تا ظہر جامع مسجد الہلال چورجی میں ہوگا۔

اسی طرح قدما کا جوڑ ان شاء اللہ 16 فروری 2020 بہ روز اتوار بمقام الہلال مسجد چورجی میں ہوگا جو صبح 10 بجے شروع ہو کر عشاء تک جاری رہے گا۔ اس اجتماع میں علمائے کرام، مشائخ عظام، اہل شوریٰ اور اساتذہ کے علاوہ مدینہ منورہ سے حضرت مولانا محمد الیاس فیصل صاحب خصوصی طور پر شرکت

فرمائیں گے۔

ادارہ اپنے قدماء و قدیمات سے ملتمس ہے کہ اپنے اساتذہ کی اس کاوش کو غنیمت جانیں، اس گئے گزرے اور نفسا نفسی کے دور میں بھی آپ کے اساتذہ کو آپ کی فکر ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے طلباء معاشرے کا مفید رکن بنیں جو جس شعبے میں بھی کام کر رہا ہے وہ اپنے تئیں ایک تحریک ہو، معاشرے کا مفید اور نفع بخش شہری ہو، لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کا باعث ہو۔

تو آئیے! مادرِ علمی کے درو دیوار یہاں کی ہوائیں اور فضاں آپ کا انتظار کر رہی ہیں، یہاں کارو حافی ماحول آپ کی راہ تکتا ہے، وہ درس گاہیں جو آپ کا مکتب بھی تھیں اور مسکن بھی سب ہی آپ کو اب بھی اپنا ہی مانتے ہیں اور یاد کرتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی اپنے اساتذہ سے ایسی ہی نسبت ہے جیسے کہ ان کو آپ سے ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو آجائیں آپ کی مادرِ علمی نے ایک بار پھر آپ کو بلایا ہے۔ اس رشتے اور اس تعلق اور عہد کی تجدید کر لیں، بہ روز اتوار 9 فروری قدیمات کے لئے اور 16 فروری قدماء کے لئے مادرِ علمی چشمِ براہ ہے۔

اس سالانہ اجتماع سے آپ فضلاء و فاضلات کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

✱ اکابر علمائے کرام اور اساتذہ کے بیانات سے استفادے کا موقع ملتا ہے۔

✱ اپنی مادرِ علمی سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

✱ اساتذہ کو آپ کی دینی، علمی و دعوتی مصروفیات کا علم ہوتا ہے۔

✱ آپ اپنی دینی و دنیاوی معاملات میں حائل رکاوٹوں اور پریشانیوں کے سلسلے میں اپنے اساتذہ

سے مشاورت کرتے ہیں اور اساتذہ اپنے سال ہا سال کے تجربات کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کرتے ہیں۔

✱ اجتماعیت پر اللہ تعالیٰ نے جن برکات کا وعدہ فرمایا ہے وہ حاصل ہوتی ہیں۔

✱ سالانہ طلبہ اجتماع اساتذہ کی خدمت، اُن سے تعلق کی تجدید اور علم میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔

✱ اُمتِ مسلمہ، قومی معاملات اور اس دور کے چیلنجز و بحرانوں پر گفتگو اور اُن کے حل پر مشاورت

بھی ہوتی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنے اساتذہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور

ہر قسمی مصروفیات اور اعذار کو بالائے طاق رکھ دیں گے اور ”جوڑ“ میں شرکت کر کے اساتذہ کی دعائیں لیں گے۔

## ” حاجی صاحب “ نمبر کی مقبولیت

حضرت حاجی صاحب کی مبارک زندگی، ان کی سیرت و کردار اور مجاہدانہ کارناموں کا ہر گوشہ قابل تقلید ہے ایک ایسا شخص جس نے اپنی زندگی کی چھ سات دہائیاں دعوت و تبلیغ کے عظیم کام کے لیے وقف کر دیں اور پھر اس کے لیے نہ اپنی جان کی پرواہ کی، نہ دنیا کا لالچ سامنے رہا، نہ ہی حالات کی کشیدگی اس کے آڑے آسکی، جس کی برکت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کر کے اپنی زندگی کے نچ کو حضرت محمد ﷺ کی حیاۃ مطہرہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ یقیناً ایسی نابغہ روزگار ہستیاں زمانے میں خال خال ہی پیدا ہوتی ہیں ان کے چلے جانے سے امت کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

اللہم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتننا بعدہ۔

تبلیغی جماعت کے معروف عالم دین حضرت مولانا جمشید علی خان صاحبؒ کی وفات کے بعد جامعہ دارالتقویٰ لاہور نے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک ”خاص نمبر“ کا اہتمام کیا تھا جسے دینی، علمی، ادبی اور تبلیغی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا لیکن چونکہ وہ کام انتہائی عجلت میں ہوا اس لیے اس کا حق ادا نہ ہو سکا۔ اس کے باوجود پہلے ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد مختلف احباب کی جانب سے اس کے اگلے ایڈیشن پر اصرار بڑھتا گیا حتیٰ کہ اہل شوریٰ کی جانب سے یہ بات طے پائی کہ پہلے ایڈیشن میں سوانح، اسفار، اور دیگر اہم موضوعات کا اضافہ کر کے دوسرا ایڈیشن تیار کیا جائے۔ ابھی اس مشورے کو بمشکل ایک مہینہ ہی گزرا ہو گا کہ 18 نومبر 2018ء کو تبلیغی جماعت کے روح رواں ”حاجی عبدالوہاب صاحبؒ“ کا سانحہ ارتحال پیش آ گیا۔

حاجی صاحبؒ کی وفات کے بعد ہمارے ادارے جامعہ دارالتقویٰ نے ”مولانا جمشید نمبر“ پر فی الحال کام موقوف کر کے حضرت حاجی صاحبؒ کا تعارف، خاندانی پس منظر، سوانح حیات، آپ کی تبلیغی خدمات اور دیگر دعوتی حالات و واقعات کو اکٹھا کرنے کا بیڑہ اٹھایا تاکہ ایک مستند ذخیرہ امت کے سامنے پیش کیا جائے جو کہ مسلمانان عالم بالخصوص دعوت و تبلیغ سے منسلک احباب کے لیے مشعل راہ ہو، اس سلسلے میں حاجی صاحبؒ کے قریبی اور سفر و حضر کے قدیم خادم حضرت مولانا فہیم صاحب سے رابطہ کیا گیا۔ حاجی صاحب کے یقینی احوال کا ایک مستند ذخیرہ یقیناً ان سے مل سکتا تھا۔ حضرت مولانا فہیم صاحب نے حاجی صاحب کے واقعات و احوال بتائے جسے بعد میں سوانحی انداز میں مرتب کر لیا گیا۔ ادارہ اس پر حضرت فہیم صاحب کا تہہ

دل سے مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ ان کا سایہ ہم پر صحت و عافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے آمین۔  
اس کتاب کی تیاری میں یہ بات مدنظر رہی کہ حاجی صاحبؒ کے حقیقی احوال ہی مستند ذرائع سے اکٹھے کئے جائیں، اسی حسن نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوا کہ حاجی صاحب کے خادم خاص مولانا فہیم صاحب نے اس کتاب کی تیاری میں بذات خود تعاون فرمانے کی حامی بھری۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں کہ تیاری کے آخری مراحل تک ساتھ دیتے رہے اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں بھی یاد فرماتے رہے۔

ماہنامہ دارالتقویٰ میں ”حاجی صاحب نمبر“ کی اشاعت کا جو نبی اعلان ہوا ان گنت ٹیلی فون کالز اور پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ لوگوں نے جامعہ کی اس کاوش کو خوب سراہا اور دل کھول کر نہ صرف تحسین کی بلکہ اس کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کے لئے دعاؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے مخلصین اور تبلیغی احباب کی دعاؤں کا ہی ثمر ہے کہ نہایت مختصر وقت میں اتنی جامع اور ضخیم کتاب تیار ہو گئی۔ کتاب ابھی چھپ کر ہمارے ہاتھوں میں نہیں آئی تھی اس کی تمام کاپیاں بک ہو چکی تھیں۔ حالانکہ ”حاجی صاحب نمبر“ کسی مکتبہ یا سٹاکسٹ کو نہیں دیا گیا اس کے باوجود طباعت اول ختم ہو چکی ہے، طباعت ثانی پر کام جاری ہے۔ امید ہے طباعت ثانی بھی بہت جلد چھپ کر منظر عام پر آجائے گی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں یہ حضرت حاجی صاحبؒ کے مشن تبلیغ کے ساتھ اخلاص کی کرامت ہے کہ ان کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ان کی تبلیغی خدمات اور محنت شاقہ کے تذکرے سن کر بھی عامۃ الناس ہدایت پارہے ہیں اور اپنی زندگیوں کی درست سمت متعین کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کے حضور بھی سجدہ شکر بجالاتے ہیں جس نے ہماری بشری کمزوریوں کے باوجود ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشا جس کی وجہ سے امت میں اسے پذیرائی ملی۔ اللھم لک الحمد ولک الشکر

”حاجی صاحب نمبر“ خریدنے کے خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ

فرمائیں۔ 03048142341

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیرمسؤل

درس قرآن  
مفتی عاشق الہی بلند شہری

## اہل ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان

... سورة المؤمنین ... آیت نمبر 8 تا 11

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ترجمہ: ”اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو میراث پانے والے ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اہل ایمان کا پانچواں اور چھٹا وصف بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ) اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں) اس میں امانتوں کی حفاظت کا اور جو کوئی عہد کر لیا جائے اس کی حفاظت کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان دونوں کی رعایت اور حفاظت کو مؤمنین کی صفات خاصہ میں شمار فرمایا ہے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا ہو اور یوں نہ فرمایا ہو کہ (أَلَا لِيُعَانَ لِعَمَلٍ لِّأَمَانَةٍ لَهُ وَلَا دِينٍ لِّعَمَلٍ لِّأَمَانَةٍ لَهُ) (خبر دار اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا کرنے والا نہیں)۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ شانہ کے جو اومر و نواہی ہیں ان کے متعلق جو شرعی ذمہ داریاں ہیں ان کا پورا کرنا فرائض و واجبات کا احترام کرنا اور محرمات و مکروہات سے بچنا یہ سب امانتوں کی حفاظت میں داخل ہے۔

اسی طرح بندوں کی جو امانتیں ہیں خواہ مالی امانت ہو یا کسی بات کی امانت ہو یا کسی راز کی امانت ہو ان سب کی رعایت کرنا لازم ہے مالوں کی ادائیگی کو کچھ لوگ امانت داری سمجھتے ہیں لیکن عام طور سے دوسری چیزوں میں امانت داری نہیں سمجھتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں۔ (یعنی مجلسوں کی بات آگے نہ بڑھائی جائے) ہاں اگر کسی مجلس میں حرام طریقے پر کسی کا خون کرنے یا زنا کرنے یا ناحق کسی کا مال لے لینے کا مشورہ کیا تو ان چیزوں کو آگے بڑھادیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص بات کہہ دے پھر ادھر ادھر متوجہ ہو (کہ کسی نے سنا تو نہیں) تو یہ بات امانت ہے۔ (رواہ الترمذی و ابو داؤد) رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے جس میں وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک حدیث میں ارشاد ہے ان المستشار مؤمنین (بلاشبہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے) یعنی مشورہ لینے والے کو وہی مشورہ دے جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ (رواہ الترمذی) امانت داری بہت بڑی صفت ہے خیانت منافقوں کا کام ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

(۳) اور اگر اس کے پاس امانت رکھ دی جائے تو خیانت کرے۔ (رواہ مسلم)

امانتوں کی حفاظت کے ساتھ عہد کی حفاظت کو بھی مؤمنین کی صفات خاص میں شمار فرمایا ہے مومن بندوں کا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ اس کے فرمان کے مطابق چلیں گے تمام اعمال و احوال میں اس کا خیال رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا فرماں برادر ہو کر رہیں اور نافرمانی نہ کریں اور بندوں سے جو کوئی معاہدہ ہو جائے کسی بات کا وعدہ کر لیں تو اس کو پورا کریں بشرطیکہ گناہ کا معاہدہ نہ ہو۔ بہت سے لوگ قرض لے لیتے ہیں اور ادائیگی کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں پھر تاریخ آ جانے پر ادائیگی کا انتظام نہیں کرتے بلکہ انتظام ہوتے ہوئے بھی ٹالتے ہیں یہ سب بد عہدی میں آتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار چیزیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا، اور جس کے اندران میں سے ایک نخصلت ہوگی اس کے اندر منافقت

کی ایک خصلت شمار ہوگی وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

- (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔
  - (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے۔
  - (۴) جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (رواہ البخاری و مسلم)
- حضرت عباده بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دیدو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

- (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو۔
  - (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرو۔ (۴) اپنی شرم کی جگہوں کو محفوظ رکھو۔
  - (۵) اپنی آنکھوں کو نیچے رکھو۔ (یعنی کسی جگہ ناجائز نظر نہ ڈالے۔)
  - (۶) اور اپنے ہاتھوں کو (بیجا استعمال کرنے سے) روکے رکھو۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۱۵)
- اہل ایمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا (وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ) (اور وہ اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں) اس میں تمام نمازیں پابندی سے پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی۔ جو لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی وہ لوگ اس فضیلت کے مستحق نہیں جس کا یہاں بیان ہو رہا ہے۔ حضرت عباده بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور انہیں بروقت ادا کیا اور ان کا رکوع اور سجود پورا کیا اس کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے گا، اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لیے اللہ کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے اس کی مغفرت فرمادے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔ (رواہ ابوداؤد)

مومنین کے خاص سات اوصاف بیان فرمانے کے بعد (جن میں اول نمبر خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا اور آخر میں نماز کی پابندی کرنا ہے) ان مومنین کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا (أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرْتُونَ الْفُزْدُونَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) (یہ وہ لوگ ہیں جو فردوس کے وارث ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا سب سے اچھا اور سب سے بلند مقام ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں پھوٹی ہیں۔ (رواہ البخاری)



## اسلام میں صنفِ نازک کی رعایت!

تاریخ شاہد ہے کہ غیر مسلم اقوام نے عورت پر جس قدر ظلم و ستم روا رکھے ہیں، شاید اپنے معاشرے کی کسی اور صنف پر اتنے مظالم انہوں نے نہ ڈھائے ہوں اور اس ”عضو ضعیف“ پر نزلہ گرانے کے لیے مختلف اقوام نے نئے نئے طریقے ایجاد کیے ہیں: کہیں اُسے میراث سے محروم کیا گیا، کہیں اُسے اپنے شوہر کی چتا میں جلا یا گیا، کہیں اُسے اس جرم بے گناہی میں اپنی زندگی بنانے سے روک دیا گیا کہ اس کا شوہر کیوں مر گیا تھا۔ کہیں اُسے سوسائٹی میں جانور سے بھی بدترین زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا کہ مرد تو اُس سے ہر طرح کا نفع اٹھائے، ہر قسم کی خدمت لے، مگر جب اس کو حقوق دینے کی بات آئے اُسے اذیتیں پہنچائے۔ غرض اس طرح کے بے شمار ظلم و ستم مختلف قوموں اور ملتوں نے ”صنفِ نازک“ پر ڈھائے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جس قدر ہولناک، بھیانک اور انسانیت سوز مظالم مغربی تہذیب نے عورت پر ڈھائے ہیں، شاید اس سے پہلے کسی اور قوم اور ملت نے نہ ڈھائے ہوں۔ ان مظالم کا یہ پہلو اور بھی زیادہ المناک ہے کہ خود عورت کو اس کا احساس نہیں، وہ بے چاری یہ سمجھتی ہے کہ شاید میرے ساتھ انصاف ہو رہا ہے۔

اٹھارویں صدی میں جب مشین ایجاد ہوئی تو یورپ کے اندر صنعتی انقلاب رونما ہوا جس نے اہل یورپ کی زندگی کے ہر شعبے پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ جاگیرداری نظام نے دم توڑ دیا اور سرمایہ داری نظام نے اس کی جگہ لے لی، شہروں میں بڑے بڑے کارخانے کھلنے لگے اور دیہاتی آبادیاں جو جاگیرداروں کے ظلم و ستم سے تنگ آچکی تھیں، شہروں کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئیں۔ اس پورے نظام

معیشت کی تبدیلی کا اثر یہ ہوا کہ عام لوگوں کا معیار زندگی بھی بڑھنے لگا، ہر شخص کو سوسائٹی میں اپنا وقار باقی رکھنے کے لیے کافی سرمایہ کی ضرورت پیش آئی، چنانچہ پیسہ کمانے کی ہر ممکن کوشش کی جانے لگی، ضروریات زندگی بڑھتی ہی چلی گئیں، اس لیے حصولِ زر کی دوڑ شدید تر ہوتی گئی۔ ان حالات میں مغربی مرد کی خود غرض طبیعت جو ہمیشہ سے بغیر کوئی قربانی دیئے عورت سے نفع اٹھاتی چلی آئی تھی، برداشت نہ کر سکی۔ اس کے لیے یا تو اپنی ضروریات زندگی میں کمی کرے یا مزید پیسہ حاصل کرنے کے لیے اپنی جان پر اور بوجھ ڈالے۔ نظامِ معیشت اور طرزِ تمدن کے اس غیر معمولی انقلاب کے بعد مرد کو عورت کا گھر میں رہنا دو وجہ سے بری طرح کھٹکنے لگا: ایک تو وہ اس عورت سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا تھا، صنعتی انقلاب کے بعد گھر سے دور دراز مصروفیتیں زیادہ تھیں، اس لیے جاگیر دارانہ نظام کے برعکس اُسے گھر سے دور رہنا پڑتا۔ دوسرا معیارِ زندگی کے بلند ہونے کی وجہ سے اپنے مصارف کا برداشت کرنا ہی مشکل تھا، اس لیے اسے اپنے ساتھ ایک اور فرد کے لیے محنت و مشقت اٹھانا اپنے نفس پر ایک غیر ضروری بوجھ محسوس ہونے لگا، ان دونوں مشکلات کا حل اسے ایک ہی نظر آیا کہ اب کسی طرح عورت کو بھی کمانے پر آمادہ کرو، تاکہ حصولِ زر کی مشکلات بھی ختم ہوں اور عورت کے ہر قدم پر ساتھ رہنے سے اس نفسانی جذبے کی تسکین ہو جو رگ و پے میں پیوست ہو چکا ہے۔ یہ بات اگر سیدھے سادے انداز سے عورت سے کہی جاتی تو وہ مرد کی اس انسانیت سوز خود غرضی سے خبردار ہو جاتی کہ وہ ایک طرف تو ہر قدم پر عورت کے وجود سے اپنی جنسی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے، دوسری طرف جب اسی عورت کے لیے روٹی کے چند کٹڑے مہیا کرنے کا مرحلہ آتا ہے تو اسے یہ کام دو بھر معلوم ہوتا ہے۔ اپنی اس خود غرضی پر پردہ ڈالنے کے لیے مغربی مرد کی عیاری نے جو ہمرنگِ زمیں جال تیار کیا، وہ اس قدر نظر فریب تھا کہ بے چاری عورت آج تک اس جال میں پھنسی ہونے کے باوجود اس کی دلفریبی میں لگن ہے، اسی نظر فریب جال کا دلکش اور معصوم نام ”تحریکِ نسواں“ ہے۔

چنانچہ اس مقصد کے لیے ”عورتوں کی آزادی“ کا نعرہ لگایا اور عام مطالبہ کیا کہ عورت کو گھر کی چاردیواری میں محصور رکھنا اس پر ظلم ہے، مرتبہ و مقام کے لحاظ سے عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں، اُسے مردوں کے دوش بدوش ہر کام میں حصہ لینا چاہیے، حصولِ معاش کے معاملہ میں اسے مرد کا محتاج ہونے کی بجائے مستقل بالذات ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ نعرہ ہر اس مرد کی دلی آواز تھا جو نئے طرزِ زندگی کے بعد عورت کا گھر میں رہنا اپنی حرص و ہوس کی وجہ سے برا سمجھ رہا تھا، چنانچہ لبرل پارٹی کی یہ آواز یورپ کے ہر خطہ سے

اٹھنی شروع ہوگئی، بے چاری عورت مرد کی اس مکارانہ چال کو نہ سمجھ سکی اور اس نے بخوشی گھر کو خیر آباد کہہ کر مرد کی حرص و ہوس کو نہایت اطمینان سے پورا کر دیا، پھر مرد نے اپنی چال سے اس صنف سے بڑے بڑے کام لیے۔ عورت جب بازاروں میں نکلی اور دفتروں میں داخل ہوئی تو مرد نے اپنی ہوسناک نگاہوں کی تسکین کے علاوہ اس کے ذریعہ اپنی تجارت بھی خوب چمکائی۔ دکانوں اور ہوٹلوں کے کاؤنٹروں پر، دفتروں کی میزوں پر، اخبارات و اشتہارات کے صفحات پر اس کے ایک ایک عضو کو سربازِ رُسوا کیا گیا اور گاہکوں کو اس کے ذریعہ دعوت دی گئی کہ آؤ! اور ہم سے مال خریدو، یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے، دکان کی زینت بڑھانے کے لیے ایک شوکیس اور مرد کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔ اسی دوران عورت کو اسی حال پر خوش رکھنے اور اُسے تسلی دینے کے لیے نت نئے افسانے گھڑے گئے جس سے عورت کو یہ محسوس ہوا کہ واقعی ہمارے مرد ہمارے بڑے ہمدرد ہیں اور ہمیں ظلم سے نجات دلانا چاہتے ہیں، چنانچہ اسے مساویانہ حقوق کے نام پر فطرت کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا گیا، آج اسی قسم کی عورت اپنا تشخص ڈھونڈ رہی ہے اور جہالت و ضلالت کی تاریکیوں میں کبھی ایک دیوار سے سر ٹکرا رہی ہے تو کبھی دوسری دیوار سے۔ یہ سب کچھ اس لیے کہ مردوں نے عورتوں کو فطری حقوق نہیں دیئے یا نہیں بتائے اور اسے اس کا صحیح معاشرتی مقام نہیں بتایا۔ ہم آئندہ سطور میں عورت کی ان استثنائی صورتوں کا اجمالاً تذکرہ کریں گے جو اس کے متعلق اسلامی قوانین میں موجود ہیں اور وہ عورت کے فطری تشخص کے برقرار رکھنے کی واحد ضمانت ہیں:

### ۱:..... منصبِ حکمرانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ“۔ (النساء: ۳۴)۔ ’مرد قوام (نگران) ہیں عورتوں پر‘۔ وضعی قوانین نے اس اصول کو مکمل طور پر غلط قرار دیا، مگر سو برس کے تجربہ نے بتایا کہ الہی قانون ہی اس معاملہ میں حقیقت سے قریب تر ہے۔ آزادی نسواں کی تحریک کی تمام تر کامیابیوں کے باوجود آج بھی ’مہذب‘ دنیا میں مرد ہی جنس برتر (Dominant Sex) کی حیثیت رکھتا ہے۔ آزادی نسواں کے علم بردار یہ کہتے تھے کہ عورت اور مرد کا فرق محض سماجی حالات کی پیداوار ہے، مگر موجودہ زمانہ میں مختلف شعبوں میں اس مسئلہ کا جو گہرا مطالعہ کیا گیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صنفی فرق کے پیچھے حیاتیاتی عوامل (Biological Factors) کار فرما ہیں۔

ہارورڈ یونیورسٹی میں نفسیات کے پروفیسر جیروم گن کے مطالعہ نے اسے بتایا ہے کہ: ”مرد اور عورت میں بعض نفسیاتی فرق محض معاشرتی تجربات کی وجہ سے نہیں ہو سکتے، بلکہ وہ لطیف قسم کے حیاتیاتی فرق کی پیداوار ہیں۔“ کسری کے مرنے کے بعد اس کے درباریوں نے اس کی لڑکی کو حکمران بنایا، آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لن یفلح قوم ولّوا أمرہم امراة“۔ یعنی ”وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنی حکمرانی عورت کو دے دی“۔ جدید تحقیق بھی اسلامی اصولوں کے مطابق ہے، چنانچہ ایک امریکی سرجن Edan Berman کا فیصلہ ہے کہ: ”عورتیں اپنی ہارمون کیمسٹری کی وجہ سے اقتدار کے منصب کے لیے جذباتی ثابت ہو سکتی ہیں“۔ عورت صنفِ نازک ہے، جبکہ مرد قوی۔ عورت میں انفعالیت ہے اور مرد میں فعالیت اور جارحیت، لہذا فطری طور پر عورتیں نازک مزاج اور جذباتی ہوتی ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱۹۸۴ء میں خواتین کی حالت (Status Of Women) پر ایک مفصل مقالہ ہے، اس مقالے کا ایک ذیلی عنوان یہ ہے: ”مرد اور عورت کے فرق کا سائنسی مطالعہ“ مقالہ نگار کے مطابق ”جدید تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان عین پیدائشی بناوٹ کے لحاظ سے فرق ہے“۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں: ”اوصافِ شخصیت کے اعتبار سے مردوں کے اندر جارحیت اور غلبہ کی خصوصیات زیادہ پائی جاتی ہیں، ان میں حاصل کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے، اس کے مقابلہ میں عورتیں سہارا چاہتی ہیں، ان کے اندر معاشرت پسندی کا رجحان زیادہ ہوتا ہے اور ناکامی کی صورت میں مردوں کے مقابلہ میں وہ زیادہ آسانی سے بے ہمت ہو جاتی ہیں۔ عورت کے اندر انفعالیت اور مرد میں فعالیت زیادہ ہوتی ہے۔“ ان بنیادی حقیقتوں سے بے خبری نے ترقی نسواں کے حامیوں کو اس عقیدہ تک پہنچایا ہے کہ دونوں صنفوں کے لیے ایک طرح کی تعلیم ایک طرح کے اختیارات اور ایک طرح کی ذمہ داریاں ہونی چاہئیں، باعتبار حقیقت عورت نہایت گہرے طور پر مرد سے مختلف ہے۔ عورت کے جسم کے ہر خلیے میں زنانہ پن کا اثر موجود ہوتا ہے، یہی بات اس کے اعضاء کے بارے میں بھی درست ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے اعصابی نظام کے بارے میں عضویاتی قوانین بھی اتنا ہی اٹل ہیں جتنا کہ فلکیاتی قوانین اٹل ہیں، ان کو انسانی خواہشوں سے بدلائیں جاسکتا۔ ہم مجبور ہیں کہ ان کو اسی طرح مانیں، جیسے کہ وہ ہیں۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو خود اپنی فطرت کے مطابق ترقی دیں، وہ مردوں کی نقل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تہذیب کی ترقی میں ان کا حصہ اس سے زیادہ ہے جتنا کہ مردوں کا ہے، انہیں اپنے مخصوص عمل کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیے۔“

خلاصہ یہ کہ مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہیں، رحمِ مادر سے لے کر سوچنے کی صلاحیت تک یہ فرق دونوں کی حیاتیاتی نوعیت کے فرق سے پیدا ہوتا ہے، نہ کہ کسی قسم کے سماجی حالات سے۔ امریکہ میں آزادی نسواں کی تحریک کافی طاقتور ہے، مگر اب اس کے حامی محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی راہ کی اصل رکاوٹ سماج یا قانون نہیں، بلکہ خود فطرت ہے۔ فطری طور پر ہی ایسا ہے کہ عورت بعض حیاتیاتی محدودیت کا شکار ہے۔ میل ہارمون اور فی میل ہارمون کا فرق دونوں میں زندگی کے آغاز ہی سے موجود ہوتا ہے، چنانچہ تحریک آزادی نسواں کے پرجوش حامی کہنے لگے ہیں کہ فطرت ظالم ہے، ہمیں چاہیے کہ پیدائشی سائنس ایوجنیکس (Cience Of Eufenics) کے ذریعہ جنینک کوڈ کو بدل دیں اور نئے قسم کے مرد اور نئی قسم کی عورتیں پیدا کریں۔ یہ ہے وہ آخری انجام جو امریکی عورت کے نعرہ ”پالیسی بناؤ کافی نہ بناؤ“ (Make Policy Not Coffee) کا دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک میں ہوا ہے۔ یہ واقعہ اس بات کا ایک تجرباتی فریضہ ہے کہ وضعی قوانین کے مقابلہ میں الہی قانون میں فطرت کی رعایت زیادہ پائی جاتی ہے۔

۲:..... فطری تقسیم کا حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المنتشبهين من الرجال بالنساء والمنتشبهات من النساء بالرجال“۔ (مشکوٰۃ، ص: ۳۸۰)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے“۔ انسانیت کو مرد و عورت کی صنفی تقسیم کے ساتھ پیدا کرنا براہِ راست خالق کی منصوبہ بندی ہے، اس تقسیم کو باقی رکھنے ہی میں انسانی زندگی کی ترقی ہے، جو مرد یا عورت اس تقسیم کو توڑنے کی کوشش کرے، وہ گویا نظامِ فطرت کو توڑتا ہے، وہ کسی درجہ میں بھی تعمیری کام نہیں ہے، اسلام کے نزدیک مرد و عورت ایک دوسرے کے ہم سر (Duplicates) نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے کا تکملہ (Complemen) ہیں اور دونوں میں ناقابلِ عبور قسم کے حیاتیاتی فرق پائے جاتے ہیں۔ یہ فرق تقسیمِ کار کی حکمت پر مبنی ہے، وہ اس طرح کہ مرد کی کمی کی تلافی عورت اور عورت کی کمی کی تلافی مرد کرے۔ قرضوں کے معاملہ میں اسلام کے قانونِ شہادت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر مانی گئی ہے، قرآن مجید میں قرض کے معاملہ کا قاعدہ بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ: ”اپنے مردوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنا لو اور اگر دو مرد گواہ نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں، ایسے گواہوں میں جن کو تم پسند کرتے ہو، تاکہ ان دو عورتوں میں سے ایک اگر بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے۔“

چنانچہ حالیہ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک کا یہ قانون بالکل فطری ہے، کیونکہ وہ حیاتیاتی حقیقت کے عین مطابق ہے۔ ٹائمس آف انڈیا (۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء) میں یو۔ پی۔ آئی کے حوالہ سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، یہ رپورٹ اخبار کے صفحہ نمبر ۹ پر ہے۔ اخبار لکھتا ہے: ترجمہ: ”عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے اندر اس بات کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ریاضیاتی معلومات کو یاد رکھیں اور اس کو ترکیب دے سکیں، مگر عورتیں الفاظ میں زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔ یہ بات ایک روسی سائنسدان نے کہی۔ ”ڈاکٹر ولادیمیر کونولوف“ نے تاس نیوز ایجنسی کو بتایا کہ مرد ریاضیاتی موضوعات پر چھائے ہوئے ہیں، اس کی وجہ ان کے اندر حافظہ کی خصوصی صلاحیت ہے، صنفِ قوی لسانی مواد کو ترکیب دینے اور استعمال کرنے میں زیادہ مشکل محسوس کرتا ہے۔“

مذکورہ بالا آیت کا تعلق قرض سے ہے، یعنی وہ صورت جبکہ آج معاملہ کیا جائے اور آئندہ اس کی ادائیگی ہو، ایسے معاملہ میں حکم دیا گیا ہے کہ اس کے اوپر دو مرد گواہ ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ مقرر کیے جائیں۔ یہ بالکل واضح ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں انصاف پسندی کے بعد دوسری چیز جو دیکھنے کی ہے، وہ یادداشت ہے اور جب حیاتیاتی طور پر عورت کی یادداشت مرد سے کم ہوتی ہے عین حقیقت کے مطابق ہے کہ ایک مرد کی جگہ دو عورتیں گواہ بنائی جائیں، گویا مرد اور عورت میں گواہی کا فرق بر بنائے ضرورت ہے، نہ کہ بر بنائے فضیلت۔ قرآنی آیت: ”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ“ میں فضیلت سے عمومی فضیلت مراد نہیں ہے، بلکہ یہ وہ نوعی فضیلت ہے جو ناگزیر حیاتیاتی فرق کی وجہ سے ہے، ورنہ مطلقاً بحیثیت انسان ہونے کے مرد کو عورت پر کوئی فضیلت نہیں ہے، بلکہ یہ فضیلت فطری صلاحیتوں کی وجہ سے اس کے اوپر جو ذمہ داریاں عائد ہوئی ہیں اسی جہت سے ہے۔ جیسے پھلوں کے متعلق ارشاد ہے: ”وَنُفِّصَلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ“۔ (الرعد: ۴) یہاں پر مفسرین نے تفصیل سے مراد فرق اور تنوع لیا ہے، نہ یہ کہ پھلوں میں سے کسی ایک پھل کو دوسرے پھل پر مطلق برتری حاصل ہے، یعنی ہر پھل میں ایک منفرد خصوصیت ہے جو دوسرے میں نہیں۔ ہر پھل میں رنگ اور مزہ کے اعتبار سے ایک مزید پہلو ہے جو دوسرے پھل سے مختلف ہے۔ عورت اور مرد میں بھی اسی طرح فرق رکھا گیا ہے۔ ایک صنف کے اندر ایک اضافی خصوصیت ہے تو دوسری صنف میں دوسری اضافی خصوصیت، اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ: ”وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ، لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا لِلنِّسَاءِ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا“۔ (النساء: ۳۲) یعنی ”جن چیزوں میں اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، ان میں ہوس نہ کرو۔ مردوں کے لیے ان

کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔“

یورپ میں فیملی سسٹم کی تباہی سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف نے ایک کتاب لکھی ہے ”پروٹسٹرانیکا“ یہ کتاب پوری دنیا میں مشہور ہے اور شائع شدہ شکل میں موجود ہے، اس کتاب میں گورباچوف نے عورتوں کے بارے میں ”Status Of Women“ کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے، اس میں اس نے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات لکھی ہے کہ: ”ہماری یورپ کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا، اس کو گھر سے نکلنے کے نتیجے میں بے شک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کیے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، اس لیے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں، لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں، وہ نقصانات ان فوائد سے زیادہ ہیں جو پیداوار (پروڈکشن) کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے، لہذا میں اپنے ملک میں ”پروٹسٹرانیکا“ کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں، اس میں میرا ایک بڑا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے، اس کو گھر میں واپس کیسے لایا جائے؟ ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے، اسی طرح ہماری پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔“

نفع بخش کاروبار ایک مرتبہ اس لیے سروے کیا گیا کہ معلوم کیا جائے کہ آج کل نفع بخش کاروبار کونسا ہے؟ چنانچہ رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں سب سے زیادہ نفع بخش کاروبار ”ماڈل گرل“ کا کاروبار ہے، اس لیے کہ ایک ”ماڈل گرل“ مصنوعات کے اشتہارات پر اپنی عریاں تصویر دینے کے لیے صرف ایک دن کے ۲۵ ملین ڈالر وصول کرتی ہے اور اس ایک دن میں وہ تاجر اور سرمایہ کار اپنی مرضی سے جتنی تصویریں جس انداز سے اور جس زاویے سے اتارنا چاہے، اتارتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ اپنی مصنوعات کو بازار میں پھیلاتا ہے، آج یہ عورت ایک بکاؤ مال بن چکا ہے اور سرمایہ دار اُس کو جس طرح چاہتا ہے، استعمال کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عورت نے گھر سے باہر نکل کر اپنا مرتبہ کھو دیا اور اس کا یہی نتیجہ برآمد ہوا۔

چند اصولی باتیں ۱:..... وضعی قانون کوئی قابل قبول اصول و قانون دریافت کرنے میں ناکام رہا ہے اور وہ آئندہ بھی ناکام ہی رہے گا، کیونکہ انسان کی محدودیت یہاں راہ میں حائل ہو رہی ہے۔

۲:..... وہ واقعہ جس نے انسان کے لیے اصول و قانون کی دریافت کو ناممکن بنا دیا ہے، اسی میں الہی قانون کی صداقت کا قرینہ چھپا ہوا ہے، کیونکہ ایک طرف انسانی ذہن کی محدودیت اور دوسری طرف حقائق

کی وسعت ظاہر کر رہی ہے کہ کوئی ایسا ذہن ہو جو انسانی ذہن سے برتر ہو اور جس کے اندر سارے حقائق موجود ہوں۔ کائنات میں ایسے واقعات ہیں جو فطرت اور جبلت کی سطح پر الہام کا امکان ثابت کر رہے ہیں۔ الہی قانون اس میں صرف یہ اضافہ کرتا ہے کہ اس الہام کو انسان تک وسیع کر دیتا ہے۔ یہ واقعہ اس مفروضہ کی مزید تائید کرتا ہے کہ موجودہ الہی قانون میں کچھ ایسی برتر امتیازی خصوصیات ہیں جو اسی وقت قابل فہم ہو سکتی ہیں، جب کہ یہ مانا جائے کہ وہ ایسے ذہن سے نکلا ہے جو انسان کے مقابلہ میں زیادہ وسیع طور پر حقائق کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

بشکر یہ بینات



### بیہ شادی میں اسراف اور خرچ کی زیادتی

شادی بیہ میں لوگ آنکھیں بند کر لیتے ہیں اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی کہ اس موقع پر خرچ کرنا چاہئے بھی یا نہیں۔ خوب سمجھ لو خرچ کرنے کے بھی حدود ہیں جیسے نماز، روزہ کے حدود ہیں۔ اگر کوئی شخص نماز بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھنے لگے یا کوئی عشاء تک روزہ رکھنے لگے تو گنہگار ہوگا۔

رؤساء (مادار) لوگ شادی وغیرہ میں بڑی بے احتیاطیاں کرتے ہیں مسلمانوں کے حال پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ وہ آگے پیچھے کا خیال نہیں کرتے بری طرح فضول خرچی کرتے ہیں یہاں تک کہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ بعضوں کی لنگوٹی بندھ جاتی ہے۔ یہ نوبت مسلمانوں کی اس وجہ سے ہوئی کہ آہنی قلعہ اسلام کا پھانک کھول دیا ورنہ اسلامی اصول پر چلنے سے کبھی ذلت نہیں ہو سکتی۔ حقوق مالیک کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ (التبلیغ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۳ جلد ۱۵)

### شادی میں زیادہ خرچ کرنا حماقت ہے

ایک رئیس صاحب تھے انہوں نے شادی کی اور بے انتہا خرچ کیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ ان کے یہاں آئے اور کہا کہ ماشاء اللہ آپ نے بہت ہی خرچ کیا آپ کی بلند وصلگی میں کچھ شبہ نہیں مگر آپ نے بہت خرچ کر کے ایسی چیز خریدی ہے کہ اگر ضرورت کے وقت اس کو فروخت کریں تو اسے کوئی پھوٹی کوڑی (ایک پیسہ) کی بھی نہ لے وہ کیا ہے ”نام“ (شہرت)۔ (ایضاً صفحہ ۱۳۲ جلد ۱۵) ان رسوں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالا ہے۔ اس لئے میں نے منگنی کا نام قیامت صغریٰ اور شادی کا نام قیامت کبریٰ رکھا ہے ان شادیوں کی بدولت گھروں کو گھن لگ جاتا ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ سارے گھر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ (عضل الجاہلیہ صفحہ ۳۶۶)

ضبط و ترتیب: لیتق احمد نعمانی

## دورہ حدیث کے طلبہ کو نصیحتیں

حضرت مولانا اولیس احمد صاحب مدظلہ (مہتمم جامعہ دارالتقویٰ چوہدری لاہور) نے جامعہ کے دورہ حدیث کے طلبہ کو بیان کے دوران قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں جو ہر درجہ کے طلباء و طالبات کے لئے خصوصاً اور عوام الناس کے لئے عموماً یکساں مفید اور زندگی گزارنے کا بہترین لائحہ عمل ہو سکتی ہیں جنہیں استفادہ عام کے لئے پیش کیا جا رہے۔

اللہ رب العزت نے آپ حضرات کو دین کی خدمت کے لیے چنا اور قبول کیا ہے، یہ اللہ پاک کی عادت مبارکہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے دین کی خدمت کے لیے ہر زمانے میں کچھ شخصیات اور لوگوں کو قبول فرماتے ہیں، کیونکہ اللہ پاک نے اپنا دین قیامت تک باقی رکھنا ہے اور اس کے اسباب بھی اللہ ہی نے پیدا کرنے ہیں۔

آپ حضرات بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ پاک نے آپ کو علم کی خدمت کے لیے، دین کی خدمت کے لیے چنا اور آپ کے والدین نے آپ حضرات کو دین کی خدمت کے لیے وقف کیا۔ یہ بہت بڑی نعمت بھی ہے اور بہت بڑی امانت بھی ہے، آپ حضرات کتنی صعوبتیں، مشقتیں اور قربانیاں جھیل کر دورہ حدیث تک پہنچے ہیں اور الحمد للہ یہ آپ کے سال کا اختتام ہے، ختم بخاری کے موقع پر ماشاء اللہ آپ علمائے کرام

کہلائیں گے۔ اور سمجھیں گے کہ پڑھائی ختم ہوگئی، لیکن درخواست یہ ہے کہ یہ آپ کی پڑھائی کا اختتام نہیں، بلکہ اب آپ کی ذمہ داریوں کی ابتدا ہے۔

اساتذہ کرام نے آپ پر جودن رات محنت فرمائی اور آپ نے محنت کے ساتھ پڑھا اب اس کے نتیجہ کا وقت آنے والا ہے، لہذا دورہ حدیث کا امتحان دے کر آپ فارغ نہیں ہو رہے بلکہ سمجھیں کہ اب ہماری ذمہ داریاں شروع ہو رہی ہیں۔ ہمارے استاد محترم فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی پڑھانے لگتا ہے اصل میں پڑھنے لگتا ہے۔ تو آپ کے سامنے ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اللہ رب العزت کا پورا دین پوری دنیا میں زندہ ہو جائے، اس کے لیے اپنے آپ کو اللہ پاک سے قبول کروائیں۔ جیسے آپ نے اللہ سے قبول کروایا اور یہاں تک پہنچے ہیں اب اللہ آپ کو آخری منزل تک پہنچا دے یعنی موت تک اللہ آپ کو دین کی خدمت میں قبول فرمائے، اس کے لیے اندر کی طلب، تڑپ اور شوق ہوگا تو انشاء اللہ، اللہ رب العزت آپ کو توفیق عطا فرمائیں گے۔

آپ ﷺ کی ختم نبوت کی وجہ سے تین ذمہ داریاں ہماری طرف متوجہ ہیں۔

1- دعوت کا میدان بھی ہمارا ہے۔

2- تعلیم و تعلم کا میدان بھی ہمارا ہے۔

3- تزکیہ نفس

ان تینوں میدانوں میں جتنی ترقی کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ جیسے اللہ رب العزت کی کوئی حد نہیں، اللہ رب العزت کے قرب کی بھی کوئی حد نہیں، اس لیے جو جس میدان میں جتنی محنت کرے گا وہ اللہ کا قرب حاصل کرتا چلا جائے گا، اس لیے درخواست یہ ہے کہ موت تک آپ یہ نسبت یاد رکھیں کہ آپ جناب نبی کریم ﷺ کے وارث ہیں اور وارث ہونے کی وجہ سے آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اپنے ظاہر کو بھی شریعت کے مطابق بنایا جائے اور باطن کو بھی شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کی جائے، اپنے آپ کو علم، دعوت اور تزکیہ کے ماحول میں جوڑنے کی کوشش کیجئے۔

حالات آئیں گے لیکن حالات آنے کی وجہ سے آدمی اپنی ذمہ داریاں چھوڑ دے؟ ایسا نہیں، بلکہ حالات اس لیے آتے ہیں کہ اللہ پاک دیکھنا چاہتے ہیں کہ میرا بندہ ان حالات میں کیسے چلتا ہے؟ ٹھیک ہے ابھی آپ فارغ تھے، ذمہ داریاں بڑھیں گی، شادیاں ہیں، کاروبار ہیں، بیوی، بچے ہیں۔۔۔ اللہ رب

العزت آپ کی مدد فرمائے، آپ کی رہبری فرمائے اور آپ سے دین کا کام لے۔ لیکن ان ذمہ داریوں کے باوجود کسی ناکسی طرح اپنے آپ کو دین کے کام میں لگائے رکھیں۔ نورانی قاعدہ پڑھانے کا موقع مل جائے، مسجد میں اذان دینے کا موقع مل جائے، جو بھی دین کی خدمت مل جائے وہ آپ نے ضرور کرنی ہے۔ آخری درخواست یہ ہے کہ فتنوں کا زمانہ ہے بہت ساری جماعتیں، بہت ساری تنظیمیں دین کے روپ میں کام کرتی ہیں حالانکہ اندر دین نہیں ہوتا، آپ نے اپنے آپ کو کسی کے حوالے نہیں کرنا بلکہ اپنے بڑوں اور اپنے اساتذہ کرام کے مشورے کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ کر موت تک چلتے رہیں۔ اور خاص طور پر یہ ادارہ جہاں سے آپ حضرات نے علم حاصل کیا آپ کی مادر علمی جامعہ دارالتقویٰ اس سے بھی رابطہ رکھیں اور اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ بھی رابطہ میں رہیں۔ جامعہ کے لیے دعائیں بھی کرتے رہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اللہ پاک کے راستے میں ایک سال بھی لگائیں اور جہاں جہاں بھی آپ اپنی مساجد میں کام کریں وہاں جماعتیں آئیں تو ان کی سرپرستی کی جائے اور ان کی نصرت کی جائے، اپنے آپ کو دعوت کے میدان میں آگے بڑھائیں، اس کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن کا اہتمام ہو حضرت مولانا انعام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو اللہ پاک کی محبت کا متلاشی ہے اس کو چاہیے کہ تہجد کے وقت قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھا کرے، ذکر واذکار اور دعاؤں کی پابندی ہو خصوصاً توبہ و استغفار کا بھی اہتمام رکھیں۔ اپنے لئے بھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: طوبی لمن وجد فی صحیفۃ استغفارا کثیرا۔ اور دوسروں کی طرف سے بھی کریں کہ حضرت مدنیؒ کا معمول تھا کہ آپ تہجد کے وقت تین کام کرتے تھے۔ 1- تہجد کے نوافل ادا کرتے تھے۔ 2- لمبی لمبی دعائیں مانگا کرتے۔ 3- امت کے لئے گڑگڑا کر اللہ کے حضور استغفار کیا کرتے تھے۔

اللہ رب العزت آپ حضرات کا حامی و ناصر ہو اور آپ حضرات دن گنی رات چکنی ترقی کرتے چلے جائیں۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

اویس احمد

مہتمم جامعہ دارالتقویٰ، لاہور

## ”جہان دیدہ“ بیس ملکوں کا سفرنامہ

سفرنامہ وہ بیانیہ ہے جسے مسافر سفر کے دوران یا منزل پر پہنچ کر اپنے تجربات اور مشاہدات کی مدد سے تحریر کا جامہ پہناتا ہے اور اپنی گزری ہوئی کیفیات سے دوسروں کو واقف کراتا ہے۔ راہ میں پیش آنے والے اپنے تجربے، استعجاب اور اضطراب کو اس طرح سے قلم بند کرتا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے نہ صرف پوری تصویر آجاتی ہے بلکہ اس مقام سے متعلق تمام معلومات مع تفصیل اس کے علم اور آگہی میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ ”جہان دیدہ“ بھی ایسا ہی ایک سفرنامہ ہے جو شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے سفر ناموں کا پہلا مجموعہ ہے جو بیس ملکوں کے سفر کی تفصیل اور روئیداد پر مشتمل ہے۔ قبل ازیں آپ ان صفحات پر حضرت مفتی صاحب کا سفرنامہ ”سفر در سفر“ پڑھ چکے ہیں جسے قارئین نے بہت پسند کیا۔ اب قسط وار ”جہان دیدہ“ شائع کیا جا رہا ہے جو نہایت دلچسپ اور اپنے اندر بیش بہا معلومات کا خزانہ لئے ہوئے ہے، امید ہے قارئین پسند کریں گے اور یہ سلسلہ ان کے علم و عمل میں اضافے کا باعث بنے گا۔ انشاء اللہ

### کاظمیہ میں

ان بزرگوں کے مزارات پر حاضری کے بعد ہم حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ جو بغداد کے مغربی حصے رصافہ میں واقع ہے، اس مزار کی وجہ سے اس پورے علاقے کا نام ”کاظمیہ“ ہے۔

حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، درع و تقویٰ

اور علم و فضل میں خانوادہ نبوت کے اوصاف کے امین اور اپنے زمانے میں مسلمانوں کے مرجع اور امام تھے، علم حدیث میں بھی آپ مقام بلند کے حامل تھے۔ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے آپ کی احادیث روایت کی ہیں۔ (الخلاصۃ للخریج ص 390)

آپ مدینہ طیبہ میں مقیم تھے، خلیفہ وقت مہدی کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ شاید یہ اس کی حکومت کے خلاف بغاوت کریں گے، اس لئے اس نے آپ کو قید کر دیا۔ لیکن اسی قید کے دوران اسے خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ حضرت علی کو خطاب کر کے یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں۔

فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسد وافی الارض وتقطعوا ارحامکم (سورہ

محمد: 22)

تو کیا تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد مچاؤ اور رشتے داریاں کاٹ ڈالو۔ مہدی کی آنکھ کھلی تو رات ابھی باقی تھی، لیکن صبح تک انتظار کرنے کا حوصلہ نہ ہوا، اپنے وزیر کو اسی وقت بلوایا اور حکم دیا کہ موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو اسی وقت یہاں لے آؤ، حضرت تشریف لائے تو مہدی نے اعزاز و اکرام کے ساتھ ان سے معاف کیا، اپنے پاس بٹھایا اور خواب بیان کر کے کہا کہ ”کیا آپ مجھے یہ اطمینان دلا سکتے ہیں کہ اگر میں آپ کو رہا کر دوں تو آپ میرے یا میری اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے؟“ حضرت نے جواب دیا ”خدا کی قسم! نہ میں نے کبھی ایسا کیا ہے اور نہ یہ میری فطرت ہے۔ یہ سن کر مہدی نے آپ کو تین ہزار دینار ہدیہ پیش کیا اور رہا کر دیا۔ مہدی کے وزیر ریح کا کہنا ہے کہ میں نے راتوں رات ہی اس حکم کی تنفیذ کی اور چونکہ خطرہ تھا کہ کہیں کوئی اور کاوٹ نہ پیش آجائے، اس لئے پوچھنے سے پہلے ہی ان کو مدینہ طیبہ کے راستے پر روانہ کر دیا۔ (صفیۃ الصفوہ لابن الجوزی ص 104، ج 2)

لیکن بعد میں جب ہارون رشید خلیفہ بنا تو اس کو بھی شاید اسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہوگئی، چنانچہ جب وہ حج کے لئے حجاز گیا تو وہاں سے حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر آیا اور بغداد میں آپ کو دوبارہ قید کر دیا اور اسی قید کی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔ اس دوسری قید کے دوران آپ نے ہارون رشید کو جو ایک مختصر خط لکھا ہے وہ اپنی بلاغت اور تاثیر کا شاہکار ہے اور اس کو جتنی بار پڑھا جائے، اس میں حکمت و موعظت کی ایک کائنات سمٹی ہوئی نظر آتی ہے، فرمایا:

اس دریا بکوزہ فقرے کی اصل تاثیر تو عربی زبان ہی میں ہے لیکن اردو میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ

”میری اس آزمائش کا جو دن بھی کٹتا ہے وہ تمہاری عیش و عشرت کا ایک دن اپنے ساتھ کاٹ کر لے جاتا ہے، یہاں تک کہ ہم دونوں ایک ایسے دن تک پہنچ جائیں گے جو کبھی کٹ نہیں سکے گا، اس دن خسارہ ان لوگوں کا ہوگا جو باطل پر ہیں۔“

حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، کثرت عبادت کی بنا پر ان کا لقب ”العبد الصالح“ مشہور تھا، جو دو سٹا میں بھی یکتا تھے جب کسی شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کی غیبت کرتا ہے تو اس کے پاس کوئی مالی ہدیہ بھیج دیتے۔ ہارون رشید کی قید ہی میں ۵ رجب ۱۶۳ھ کو وفات ہوئی۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص 33، ج ۱)

اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی ان کے مزار کو یہ مقام بخشا کہ بزرگوں کے تجربے کے مطابق وہاں جو دعا کی جائے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتے ہیں۔ ابوعلی خلال کہتے ہیں کہ ”مجھے جب بھی کوئی پریشانی پیش آئے تو میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے مزار پر گیا اور ان کے توسل سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ میرے مقصد کو آسان فرما دیا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ص 120، ج ۱)

یہاں تک تو بات صحیح تھی، لیکن حدود کی فہم نہ رکھنے والے نادان معتقدین نے اس مقدس بزرگ کے مزار کو نہ جانے کیا بنا دیا ہے؟ وہاں ہر وقت بدعات اور بد عقیدگی کا وہ طوفان برپا رہتا ہے کہ ایک ایسے شخص کو جو سنت کے مطابق قبر کی زیارت کرنا چاہتا ہو، وہاں تھوڑی دیر ٹھہرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

چونکہ اہل تشیع کے نزدیک حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں، اس لئے ان کے مزار پر جو عمارت تعمیر کی گئی ہے، وہ فن تعمیر کا بھی ایک نمونہ ہے، اس کے میناروں اور دروازوں پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے جو دور سے چمکتا نظر آتا ہے اور اس مزار پر ہر وقت ایک میلے کا سماں رہتا ہے۔ کوئی عمارت کا حسن دیکھنے آ رہا ہے، کوئی اسے (معاذ اللہ) کعبہ بنائے ہوئے ہے اور مزار کی جالیاں چوم چوم کر اس کا طواف کر رہا ہے۔ کوئی صاحب مزار کو بذات خود حاجت روا سمجھ کر انہی سے اپنی مرادیں مانگ رہا ہے۔ مزار کے آس پاس دور تک زائرین کے قیام کے لئے ہر طرح کے ہوٹل بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ مزار کی زیارت کرانے کے لئے باقاعدہ مزور بنے ہوئے ہیں، کچھ لوگ پھولوں کی تجارت کر رہے ہیں کہ آنے والے ان سے پھول خرید کر مزار پر نچھاور کریں، کچھ لوگ نقد روپے اور سکے لالا کر مزار کی جالیوں میں ڈال رہے ہیں اور اسی کو اپنے لئے باعث نجات سمجھے بیٹھے ہیں، جہالت اور بد اعتقادی کے اس سیلاب

میں یہ سوچنے کی فرصت کسے ہے کہ خود صاحب مزار ان تمام لغویات سے بری ہیں۔ اگر اپنی وفات کے بعد ان کا اختیار چلتا تو ان کا مزار سنت کے مطابق ایک سادہ کچی قبر کے سوا کچھ نہ ہوتا، نہ قبر پختہ ہوتی، نہ اس پر یہ جھلسل کرتا ہو اعل بننا، نہ کسی کی یہ مجال ہوتی کہ وہاں کسی بدعت یا شرک کا ادنیٰ شاہد رکھنے والے کسی فعل کا ارتکاب کر سکے۔

بدعات و رسوم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ان کی کوئی خاص شکل عموماً عالمگیر نہیں ہوتی، بلکہ ہر علاقے میں اس کی الگ صورت نظر آتی ہے، چونکہ ان رسوم و بدعات کی کوئی بنیاد قرآن و سنت میں نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر علاقے کے لوگ اپنی اپنی طبیعت کے مطابق کچھ رسمیں گھڑ لیتے ہیں جن کی دوسرے علاقے میں بعض اوقات خبر بھی نہیں ہوتی اور وہاں لوگ کچھ اور طرح کی رسوم کے پابند ہو جاتے ہیں۔ مزار پر کی جانے والی بدعات میں بھی یہ بات نظر آتی ہے۔ بعض رسمیں تو عراق کے مزار میں وہی نظر آئیں جو ہم پاکستان ہندوستان میں دیکھتے آئے ہیں اور ایسی نئی نئی رسوم بھی نظر آئیں جو ہمارے ملکوں میں رائج نہیں ہیں۔

ایک بے بس مسافر ان بزرگوں کے مزارات کے ساتھ ہونے والی ان زیادتیوں پر گڑھنے اور ان مذہبی رہنماؤں کے حق میں دعائی ہدایت کے سوا اور کیا کر سکتا ہے جنہوں نے بھولے بھالے ان پڑھ عوام کو ان بزرگوں کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے کے بجائے ان لغو بدعات و رسوم میں الجھا کر رکھ دیا ہے۔

### امام ابو یوسفؒ کے مزار پر

حضرت موسیٰ اکاظمؒ کے مزار ہی کے احاطے میں جنوبی جانب ایک مسجد ”جامع ابی یوسف“ کے نام سے بنی ہوئی ہے۔ اسی مسجد کے ایک حصے میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ حضرت موسیٰ اکاظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہاں حاضری ہوئی۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امت کے ان عظیم محسنوں میں سے ہیں جن کے احسانات سے اس امت کی گردن ہمیشہ جھکی رہے گی۔ خاص طور پر فقہ حنفی کے پیروؤں کے لئے ان کی خدمات نا اہل فراموش ہیں۔ انہوں نے نہ صرف بحیثیت فقیہ اپنے شیخ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو امت کی طرف منتقل کیا، بلکہ قاضی القضاة کی حیثیت سے اس وفقہ کو محض نظریاتی حیثیت سے نکال کر جیتی جاگتی زندگی عملاً نافذ فرمایا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کے والد ابراہیم ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے، ان کی والدہ نے فکر معاش کی وجہ سے انہیں ایک دھوبی کے حوالے کر دیا، لیکن انہیں پڑھنے کا شوق تھا۔ یہ جا کر امام ابو حنیفہ کے درس میں بیٹھنے لگے۔ والدہ کو علم ہوا تو انہوں نے منع کیا اور اس بنا پر وہ کئی روز امام ابو حنیفہ کے درس میں نہ جاسکے۔ ذہین اور شوقین طالب علم کی طرف استاذ کی توجہ طبعی بات ہے۔ جب کئی دن بعد وہ درس میں پہنچے تو امام صاحبؒ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے درس کے بعد انہیں بلایا۔ ایک تھیلی حوالے کی جس میں سو درہم تھے اور فرمایا کہ: ان سے کام چلاؤ اور جب ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ حضرت امام یوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ ان کے بعد کبھی مجھے امام صاحبؒ کو بتانے کی نوبت نہیں آئی کہ تھیلی ختم ہو چکی ہے، ہمیشہ جب پیسے ختم ہو جاتے، امام صاحبؒ خود ہی مزید پیسے عطا فرما دیتے، جیسے انہیں ختم ہونے کا الہام ہو جاتا ہو۔

ان کی والدہ شاید یہ سمجھتی ہوں گی کہ یہ سلسلہ کب تک چل سکتا ہے؟ کوئی مستقل ذریعہ معاش ہونا چاہیے۔ اس لیے ایک مرتبہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ یہ یتیم بچہ ہے، میں چاہتی ہوں کہ کوئی کام سیکھ کر کمانے کے لائق ہو جائے، اس لئے آپ اسے اپنے درس میں شریک ہونے سے روکیے۔ لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا کہ یہ تو پستے کے گھی میں فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے۔ والدہ نے اسے مذاق سمجھا اور چلی گئیں۔

لیکن امام ابو یوسفؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی علم کی بدولت وہ قدر و منزلت عطا فرمائی کہ میں قضاء کے منصب تک پہنچا اور اس دوران بکثرت خلیفہ وقت ہارون رشید کے دسترخوان پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک روز میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا تھا کہ اس نے ایک پیالہ مجھے پیش کیا اور بتایا کہ یہ بڑی خاص چیز ہے جو ہمارے لئے بھی کبھی بنتی ہے۔ میں نے پوچھا ”امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟“ کہنے لگے کہ یہ پستے کے روغن میں بنا ہوا فالودہ ہے۔ یہ سن کر مجھے حیرت کی وجہ سے ہنسی آ گئی: ہارون رشیدؒ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے سارا قصہ سنایا۔ وہ بھی حیرت زدہ گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہؒ پر رحم فرمائے وہ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو چشم سر سے نظر نہیں آ سکتا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ص 245، ج 14)

اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی صحبت کی برکت سے علم و فقہ میں وہ

مقام بخشا جو بہت کم کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ فقہ کے علاوہ علم حدیث میں بھی ان کا مقام مسلم ہے، یہاں تک کہ جن حضرات نے غلط فہمیوں کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ پر علم حدیث میں جرح کی ہے، وہ بھی امام ابو یوسف کو حدیث میں ثقہ مانتے ہیں۔ (دیکھئے کتاب الثقات، لابن حبان) بلکہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے علم حدیث حاصل کرنا چاہا تو سب سے پہلے قاضی ابو یوسفؒ کے پاس گیا، اس کے بلع دوسرے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ (تاریخ بغداد، ص 255 ج 14)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے بعد تقریباً سترہ سال آپ قاضی کے منصب پر فائز رہے اور اسلام میں قاضی القضاة کا لقب سب سے پہلے آپ ہی کے لئے استعمال ہوا۔ لیکن حضرت یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ منصب قضاء کی زبردست مصروفیات کے باوجود آپ یہ عہدہ سنبھالنے کے بعد دن اور رات میں دوسورکتیں یومیہ پڑھا کرتے تھے۔ (مرآة الخبان للیافی ص 382 ج 1)

حضرت امام ابو یوسفؒ کو سب سے پہلے خلیفہ موسیٰ بن المہدی نے قاضی بنایا تھا اتفاق سے اسی کا ایک عام شہری سے ایک باغ کے سلسلے میں کچھ تنازعہ پیش آ گیا اور مقدمہ قاضی ابو یوسف کے پاس آیا۔ خلیفہ موسیٰ کی طرف سے اس کی ملکیت پر گواہ پیش ہو گئے اور گواہوں کی گواہی کی بنا پر بظاہر فیصلہ خلیفہ ہی کے حق میں ہونا تھا، لیکن امام ابو یوسفؒ کو کچھ شبہ ہو گیا کہ شاید حقیقت اس کے خلاف ہے جو گواہوں کی گواہی سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے موسیٰ بن المہدی کو عدالت میں طلب کر کے ان سے کہا کہ ”امیر المؤمنین! آپ کے فریق مخالف کا مطالبہ ہے کہ آپ سے یہ قسم لی جائے کہ آپ کے گواہوں نے سچی گواہی دی ہے۔“

عام قاعدے کی رو سے مدعی اگر اپنے دعوے پر قابل اعتماد گواہ پیش کر دے، تو مدعی کو قسم کھانے پر مجبور نہیں کیا جاتا، اس لئے موسیٰ نے پوچھا۔

کیا آپ کی رائے میں اس طرح مدعی سے قسم لینا درست ہے؟

امام ابو یوسفؒ نے جواب دیا، قاضی ابن ابی لیلیٰ کا مسلک یہی تھا کہ وہ مدعی سے قسم لینے کو جائز سمجھتے تھے۔ خلیفہ کو کسی مادی تنازعے میں قسم کھانا گوارا نہ تھا، اس لئے خلیفہ نے کہا ”میں باغ سے مدعا علیہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔“

چنانچہ باغ مدعا علیہ کو دلوادیا گیا۔ (تاریخ بغداد ص 249 ج 14)

سترہ سال قضاء کی نازک ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد جب وفات کا وقت آیا تو امام ابو یوسف نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الحمد للہ میں نے جان بوجھ کر کسی مقدمے میں ناحق فیصلہ نہیں کیا۔ ہمیشہ کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی کوشش کی، اور جس مسئلے میں کبھی کوئی مشکل پیش آئی، اس میں امام ابو حنیفہ کے قول پر اعتماد کیا، کیونکہ میرے علم کے مطابق وہ اللہ کے احکام کے بہترین شارح تھے۔“

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے کچھ حالات اسی مضمون میں بیان ہو چکے ہیں) امام ابو یوسفؒ کے ہم عصر تھے، ایک دن انہوں نے اپنے متوسلین میں سے کسی سے کہا کہ ”امام ابو یوسفؒ آج کل بیمار ہیں، اگر ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے ضرور بتانا۔ (مقصد یہ تھا کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کریں)

وہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں امام ابو یوسفؒ کی حالت معلوم کرنے کے لئے ان کے گھر پہنچا تو وہاں سے جنازہ باہر نکل رہا تھا، میں نے سوچا کہ اب اتنا وقت نہیں ہے کہ حضرت معروف کرخیؒ کو اطلاع کی جائی اور وہ جنازے میں شریک ہو سکیں، اس لئے میں خود ان کی نماز جنازہ میں شامل ہو گیا اور بعد میں حضرت معروف کرخیؒ کو سارا واقعہ بتایا۔ حضرت معروف کرخیؒ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے اور جنازے میں شریک نہ ہو سکنے پر بہت افسوس کا اظہار کرنے لگے۔

جو عالم سترہ سال تک قضاء کی سرکاری منصب پر فائز رہا ہو، اس کے بارے میں معاصرین کو اگر بدگمانیاں پیدا نہ ہوں تو کم از کم ان کی بزرگی اور درع و تقویٰ کا ایسا احساس باقی نہیں رہتا کہ حضرت معروف کرخیؒ جیسے صوفی بزرگ ان کے جنازے میں شریک نہ ہونے پر رنجیدہ ہوں۔ شاید اس لئے ان صاحب نے حضرت معروف کرخیؒ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ان کے جنازے میں شریک نہ ہونے پر آپ کو اتنا افسوس کیوں ہے؟ حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا: میں نے (غالباً خواب میں) دیکھا ہے کہ جیسے میں جنت میں گیا ہوں، وہاں ایک محل بن کر تیار ہوا ہے، اس کے دروازے پر پردے لٹکائے گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ مجھے جواب ملا کہ یہ قاضی ابو یوسف کا ہے۔ میں نے پوچھا کہ ان کو یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت ملا؟ جواب دیا گیا کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم بھی دیتے تھے اور خود بھی اس کے حریص تھے اور لوگوں نے انہیں تکلیفیں بھی بہت پہنچائیں۔ (تاریخ بغداد للخطیب ص 261 ج 14)



مولانا محمد ارشد

مدرس جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

## علماء کا ادب کریں اگرچہ گناہگار کیوں نہ ہوں

### علماء کی توہین کا نتیجہ

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و على آله و صحبه اجمعين  
 أما بعد: فَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ  
 مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يَجَلِّ كَبِيرًا وَ يَزْحَمَ صَغِيرًا وَ يَعْرِفَ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ التَّوَعُّبُ

والترهيب

ترجمہ: ”جو شخص ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے، اور جو ہمارے عالم کا

حق نہ پہچانے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔“ - الترهيب والترويب

ایک دفعہ کسی طالب علم نے ہمارے استاد کے سامنے کسی عالم دین کا نام لیا، نام لیتے ہوئے قدرے بے ادبی کا شائبہ محسوس ہوتا تھا، میرے استاد تکیہ کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے، فوراً تکیہ کا آسرا چھوڑا، سیدھے ہو کے بیٹھے، چہرے سے جلال کے آثار نمایاں ہوئے، فرمایا: جس مولانا صاحب کا نام لیا، وہ تیرا چھوٹا بھائی ہے؟ طالب علم نے عرض کیا نہیں، فرمایا! علم دین اور اہل دین کی قدر کو اپنے اوپر لازم جان، تو نے مُسند احمد اور طبرانی میں وعید نہیں پڑھی جس میں آقا مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے، آگے الفاظ کیا ہیں وَ يَعْرِفَ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ یعنی جو ہمارے عالم کا حق نہ

پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو عوام الناس ڈھور {موبیشی} اور ڈنگروں {حیوان} کی سی زندگی گزارتے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اہانت علم اور اہانت اہل علم کفر ہے۔

مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں جو علمائے ربانیین کی حقارت کرتا ہے اس کی قبر کو کھود کر دیکھو اس کا منہ قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت مقامی علماء کام میں ساتھ نہیں دے رہے ہیں اس پر حضرت نے غصہ سے فرمایا: خبردار آئندہ علماء کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تمہارا ایمان پر خاتمہ نہ ہوگا (مجالس ابرار)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام کی مثال ستاروں کی سی ہے جب چمکتے ہیں تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں اور جب چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران و پریشان رہ جاتے ہیں اور عالم کی موت اسلام کا ایسا رخنہ {نقص و فساد} ہے جس کی اصلاح قیامت تک ممکن نہیں (تنبیہ الغافلین) تو اب بولو اس انداز سے نام لینا جس میں بے ادبی ہو تو کیا یہ حق ہے علمائے کرام کا؟ فرمایا: یاد رکھ! عالم صالح نہ بھی ہو تو اُس کی ذات سے نفرت کرنا گناہ ہے، رہا کردار، تو ذہن نشین کر لے میری بات، اُس کے کردارِ بد کے بارے تجھ سے نہیں پوچھا جائے گا کہ اُس کے کردارِ بد کو اُچھال کے کیوں نہیں آیا، اور مشاہدے کی بات بتاؤں، بد کردار عالم مرنے سے پہلے تائب ہوا، مگر عالم کی تو بہن کرنے والے کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

کہیں میں نے پڑھا تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے کسی نے شکایت کی کہ مقامی علماء کام میں ساتھ نہیں دے رہے، اس پر حضرت نے غصہ سے فرمایا: ”خبردار! علماء کی شکایت سے پرہیز کرو ورنہ تمہارا ایمان پر خاتمہ نہ ہوگا“۔

ایسے ہی حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں، جو علمائے ربانیین کی حقارت کرتا ہے اُس کی قبر کھود کر دیکھو اُس کا منہ قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے۔ بیٹا! سب کا اکرام و احترام ضروری ہے اور علمائے کرام کا تو از حد ضروری ہے کہ ان کے بغیر ہم کچھ نہیں، پیدائش سے لے کر تدفین تک، موقع بہ موقع ان کے اعانت کی ضرورت پڑتی ہے، ہمیشہ نام تک عزت و احترام سے لینا کہ یہ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ هِيَ۔!! واللہ اعلم

انتخاب: عبدالودود ربانی  
مدیرمسؤل ماہ نامہ دارالتقویٰ

## دومنٹ کی عدالت

عرب سالار قتیبہ بن مسلم نے اسلامی لشکر کشی کے اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے سمرقند کو فتح کر لیا تھا، اصول یہ تھا کہ حملہ کرنے سے پہلے تین دن کی مہلت دی جائے۔ اور یہ بے اصولی ہوئی بھی تو ایسے دور میں جب زمانہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا چل رہا تھا۔ سمرقند کے پادری نے مسلمانوں کی اس غاصبانہ فتح پر قتیبہ کے خلاف شکایت دمشق میں بیٹھے مسلمانوں کے حاکم کو ایک پیغامبر کے ذریعہ خط لکھ کر بھجوائی۔ پیغامبر نے دمشق پہنچ کر ایک عالیشان عمارت دیکھی جس میں لوگ رکوع و سجد کر رہے تھے۔ اُس نے لوگوں سے پوچھا: کیا یہ حاکم شہر کی رہائش ہے؟ لوگوں نے کہا یہ تو مسجد ہے، تو نماز نہیں پڑھتا کیا؟ پیغامبر نے کہا نہیں، میں اہل سمرقند کے دین کا پیروکار ہوں۔ لوگوں نے اُسے حاکم کے گھر کا راستہ دکھا دیا۔ پیغامبر لوگوں کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے حاکم کے گھر جا پہنچا، کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص دیوار سے لگی سیڑھی پر چڑھ کر چھت کی لپائی کر رہا ہے اور نیچے کھڑی ایک عورت گارا اٹھا کر اُسے دے رہی ہے۔ پیغامبر جس راستے سے آیا تھا واپس اُسی راستے سے اُن لوگوں کے پاس جا پہنچا جنہوں نے اُسے راستہ بتایا تھا۔ اُس نے لوگوں سے کہا میں نے تم سے حاکم کے گھر کا پتا پوچھا تھا نہ کہ اس مفلوک الحال شخص کا جس کے گھر کی چھت بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا، ہم نے تجھے پتا ٹھیک ہی بتایا تھا، وہی حاکم کا گھر ہے۔ پیغامبر نے بے دلی سے دوبارہ اُسی گھر پر جا کر دستک دی، جو شخص کچھ دیر پہلے تک لپائی کر رہا تھا وہی

اندر سے نمودار ہوا۔ میں سمرقند کے پادری کی طرف سے بھیجا گیا پیغامبر ہوں کہہ کر اُس نے اپنا تعارف کرایا اور خط حاکم کو دیدیا۔ اُس شخص نے خط پڑھ کر اُسی خط کی پشت پر ہی لکھا:

”حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی طرف سے سمرقند میں تعینات اپنے عامل کے نام؛ ایک قاضی کا تقرر کرو جو پادری کی شکایت سنے۔“

مہر لگا کر خط واپس پیغامبر کو دیدیا۔ پیغامبر وہاں سے چل تو دیا مگر اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے، کیا یہ وہ خط ہے جو مسلمانوں کے اُس عظیم لشکر کو ہمارے شہر سے نکالے گا؟ سمرقند لوٹ کر پیغامبر نے خط پادری کو تھمایا، جسے پڑھ کر پادری کو بھی اپنی دنیا اندھیر ہوتی دکھائی دی، خط تو اُسی کے نام لکھا ہوا تھا جس سے اُنہیں شکایت تھی، اُنہیں یقین تھا کاغذ کا یہ ٹکڑا اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ مگر پھر بھی خط لیکر مجبوراً اُس حاکم سمرقند کے پاس پہنچے جس کے فریب کا وہ پہلے ہی شکار ہو چکے تھے۔ حاکم نے خط پڑھتے ہی فوراً ایک قاضی (جمع نام کا ایک شخص) کا تعین کر دیا جو سمرقندیوں کی شکایت سن سکے۔ موقع پر ہی عدالت لگ گئی، ایک چوہدار نے قتیبہ کا نام بغیر کسی لقب و منصب کے پکارا، قتیبہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر قاضی کے روبرو اداری کے ساتھ ہو کر بیٹھ گیا۔ قاضی نے سمرقندی سے پوچھا، کیا دعویٰ ہے تمہارا؟ پادری نے کہا: قتیبہ نے بغیر کسی پیشگی اطلاع کے ہم پر حملہ کیا، نہ تو اس نے ہمیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی اور نہ ہی ہمیں کسی سوچ و بچار کا موقع دیا تھا۔ قاضی نے قتیبہ کو دیکھ کر پوچھا، کیا کہتے ہو تم اس دعویٰ کے جواب میں؟ قتیبہ نے کہا: قاضی صاحب، جنگ تو ہوتی ہی فریب اور دھوکہ ہے، سمرقند ایک عظیم ملک تھا، اس کے قرب و جوار کے کمتر ملکوں نے نہ تو ہماری کسی دعوت کو مان کر اسلام قبول کیا تھا اور نہ ہی جزیہ دینے پر تیار ہوئے تھے، بلکہ ہمارے مقابلے میں جنگ کو ترجیح دی تھی۔ سمرقند کی زمینیں تو اور بھی سرسبز و شاداب اور زور آور تھیں، ہمیں پورا یقین تھا کہ یہ لوگ بھی لڑنے کو ہی ترجیح دیں گے، ہم نے موقع سے فائدہ اُٹھایا اور سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ قاضی نے قتیبہ کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے دوبارہ پوچھا: قتیبہ میری بات کا جواب دو، تم نے ان لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت، جزیہ یا پھر جنگ کی خبر دی تھی؟ قتیبہ نے کہا: نہیں قاضی صاحب، میں نے جس طرح پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ ہم نے موقع سے فائدہ اُٹھایا تھا۔ قاضی نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنی غلطی کا

اقرار کر رہے ہو، اس کے بعد تو عدالت کا کوئی اور کام رہ ہی نہیں جاتا۔ قتیبہ: اللہ نے اس دین کو فتح اور عظمت تو دی ہی عدل و انصاف کی وجہ سے ہے نہ کہ دھوکہ دہی اور موقع پرستی سے۔ میری عدالت یہ فیصلہ سناتی ہے کہ تمام مسلمان فوجی اور انکے عہدہ داران بمع اپنے بیوی بچوں کے، اپنی ہر قسم کی املاک، گھر اور دکانیں چھوڑ کر سمرقند کی حدوں سے باہر نکل جائیں اور سمرقند میں کوئی مسلمان باقی نہ رہنے پائے۔ اگر ادھر دوبارہ آنا بھی ہو تو بغیر کسی پیشگی اطلاع و دعوت کے اور تین دن کی سوچ و بچار کی مہلت دیئے بغیر نہ آیا جائے۔ پادری جو کچھ دیکھ اور سن رہا تھا وہ ناقابل یقین بلکہ ایک مذاق اور تمثیل نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں کی یہ عدالت، نہ کوئی گواہ اور نہ ہی دلیلوں کی ضرورت۔ اور تو اور قاضی بھی اپنی عدالت کو برخاست کر کے قتیبہ کے ساتھ ہی اٹھ کر جا رہا تھا۔ اور چند گھنٹوں کے بعد ہی سمرقند یوں نے اپنے پیچھے گرد و غبار کے بادل چھوڑتے لوگوں کے قافلے دیکھے جو شہر کو ویران کر کے جا رہے تھے۔ لوگ حیرت سے ایک دوسرے سے سبب پوچھ رہے تھے اور جاننے والے بتا رہے تھے کہ عدالت کے فیصلے کی تعمیل ہو رہی تھی۔ اور اُس دن جب سورج ڈوبا تو سمرقند کی ویران اور خالی گلیوں میں صرف آوارہ کتے گھوم رہے تھے اور سمرقندیوں کے گھروں سے آہ و پکار اور رونے دھونے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، اُن کو ایسے لوگ چھوڑ کر جا رہے تھے جن کے اخلاق، معاشرت، برتاؤ، معاملات اور پیار و محبت نے اُن کو اور اُن کے رہن سہن کو مہذب بنا دیا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ سمرقندی یہ فراق چند گھنٹے بھی برداشت نہ کر پائے، اپنے پادری کی قیادت میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے روانہ ہو گئے اور اُن کو واپس لے آئے۔ اور یہ سب کیوں نہ ہوتا، کہیں بھی تو ایسا نہیں ہوا تھا کہ فاتح لشکر اپنے ہی قاضی کی کہی دو باتوں پر عمل کرے اور شہر کو خالی کر دے۔ دین رحمت نے وہاں ایسے نقوش چھوڑے کہ سمرقند ایک عرصہ تک مسلمانوں کا دارالخلافہ بنا رہا۔

\* مندرجہ بالا واقعہ شیخ علی طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (قصص من التاریخ) کے صفحہ نمبر 411

(مصر میں 1932 میں چھپی ہوئی) سے لے کر اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔



مولانا محمد انور غازی

استاذ جامعہ الرشید کراچی

## فضلاء اجتماع کی اہمیت

’کینتھ گریفن‘ (Griffin Kenneth C) پیشے کے اعتبار سے اس وقت امریکہ کے ماہر انویسٹر، فنڈ منیجر اور مخیر شخصیت ہیں۔ انہوں نے ہارورڈ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ وہی ہارورڈ جسے دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی قرار دیا جاتا ہے۔ سترہویں صدی میں بننے والی یہ یونیورسٹی اب تک 158 نوٹیل انعام جیت چکی ہے۔ اس کے فضلا کی تعداد 3 لاکھ 71 ہزار سے زائد ہے، کینتھ گریفن اپنی یونیورسٹی کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ یونیورسٹی ایسی تھی جس نے اسے فیس لے کر تعلیم دی۔ امریکہ و یورپ میں یونیورسٹی کی تعلیم اتنی مہنگی ہے کہ زندگی کے کئی سال تعلیمی قرض اتارتے گزرتی ہے۔ مگر کینتھ نے اس کے باوجود اپنی یونیورسٹی کو 15 کروڑ ڈالر ڈونیشن دی۔ یہ رقم پاکستان کے حساب سے 21 ارب روپے بنتی ہے جبکہ اسی پر بس نہیں، مزید 17 ارب روپے کے گفٹ بھی یونیورسٹی کے نام کیے۔ یہ ایک طالب علم کی طرف سے اپنی مادر علمی کے لیے عقیدت، محبت اور تعلق کا اظہار تھا۔ طلبہ کی اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ آج ہارورڈ یونیورسٹی کے پاس 39 ارب ڈالر کا وقف فنڈ موجود ہے۔ معاشرے کی تعمیر میں تعلیم ہی بنیاد کا پتھر ہوتی ہے۔ جس قوم سے علم اور تعلیم رخصت ہو جائے وہ تاریخ کے صفحات میں وحشی تاتاریوں اور سنگ دل رومیوں کی صف میں کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ تعلیم استاد اور شاگرد کے تعلق کا نام ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے کے فضلا اور پاس آؤٹ طلبہ ہی اس کا سب سے قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ فضلا اور پاس آؤٹس کو اپنی مادر علمی

اور تعلیمی ادارے سے منسلک رکھنے کے لیے ایلو مینائی ایسوسی ایشن اور فضلا ڈیمک سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ آج سے ڈیڑھ صدی پہلے 1866ء میں دارالعلوم دیوبند نامی ایک مدرسہ قائم ہوا۔ مدرسے کے قیام کے صرف 12 سال بعد 1878ء میں اس دینی ادارے کے فضلا نے ”ثمرۃ التربیت“ کے نام سے ایک ایلو مینائی قائم کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو حضرات دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں، ان پر اپنی مادر علمی کا بہت بڑا حق ہے۔ طے پایا کہ یہ فضلا سال میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی ماہانہ آمدنی کا چوتھائی حصہ دارالعلوم کو پیش کریں گے۔ اس میں ابتدائی طور پر 19 فضلا شامل تھے اور ایک سال میں 96 روپے کی ڈونیشن دارالعلوم میں جمع کروائی۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند: 187) ایلو مینائی ایسوسی ایشن کا کوئی ایک فائدہ نہیں۔ سب سے بڑی چیز تو عملی زندگی میں قدم قدم رہنمائی ہے۔ ایک طالب علم جب فارغ التحصیل ہوتا ہے تو اسے زمانے کی بوقلمونیوں کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ اسے ایک ہمدردانہ مشورے کی تلاش ہوتی ہے۔ ایسے میں پرانے فضلا، نئے گریجویٹس کا ہاتھ تھامتے ہیں، ضروریات بڑھتی ہیں تو فضلا ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ ایلو مینائی کے ذریعے ایک ہی سوچ رکھنے والے اور با اعتماد ملازمت کے مواقع سب سے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ کئی ایلو مینائی ایسوسی ایشنز ایسی ہیں جہاں پر 80 فیصد فضلا کو جا ب مل جاتی ہے۔ نئے فضلا کے پاس موقع ہوتا ہے کہ پرانوں کے تجربات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ پرانے فضلا میں سے بہت سے مینٹور، رہنما اور لیڈر ہوتے ہیں جو نئے فضلا کی بہترین رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اس کے بجائے اگر آپ اپنے فضلا سے کوئی رابطہ نہیں رکھیں گے، انہیں زمانے کے سرد گرم کے حوالے کر دیں گے، تو اس کا امکان زیادہ ہے کہ کارزار حیات میں الجھنوں کا شکار ہوں مگر کوئی حل دستیاب نہ ہو۔ ڈونیشن کے مواقع، اسکالرشپس، میٹوشپ، کیریئر میں رہنمائی، نیٹ ورکنگ، بزنس کمیونٹی تک رسائی کا آسان ذریعہ ایلو مینائی ہے، سب سے وفادار سپاہی و ساتھی، مارکیٹنگ کا سب سے بڑا ذریعہ، تفریح، تبدیلی سے آگاہ، عالمی سوچ۔ کسی بھی تعلیمی ادارے کے فضلا اور پاس آؤٹس اس کا نہایت قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ یہ اس ادارے کا چہرہ بھی ہوتے ہیں، پیغام بھی اور کارکردگی بھی۔ فضلا کی کامیابی ہی، دراصل تعلیمی ادارے کی کامیابی ہوتی ہے۔ جبکہ کسی بھی تعلیمی ادارے سے بے لوث تعلق، اٹوٹ محبت اور پُر خلوص رشتہ بھی اس کے فضلا کا ہی ہوتا ہے۔ اس ادارے کو پھلتا پھولتا دیکھ کر ہر فاضل کا سینہ فخر سے چوڑا ہوتا ہے۔ اب مسئلہ ہوتا ہے کہ فضلا تو چند سال پڑھنے کے بعد مادر علمی کو چھوڑ جاتے ہیں، عملی فیئلڈ سے وابستہ ہوتے ہیں اور کیریئر کی بھول بھلیوں میں رفتہ

رفتہ اپنی راہِ مکتی مادر علمی کا راستہ تک فراموش کر بیٹھتے ہیں۔

اس کا دوسرا پہلو اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ مادر علمی، تعلیمی ادارے نے تو ہر ہر طالب علم کو ایک جیسا نظریہ دیا، زندگی گزارنے کے گریکساں طور پر سکھائے اور سب کو زندگی گزارنے کی تعلیم بھی ایک طرح ہی دی، مگر عملی زندگی میں ہر شخص کو ایک الگ چیلنج کا سامنا ہوتا ہے۔ ہر طالب علم کو کیریئر کے دوران ملنے والا ماحول، دوسروں سے یکسر جدا ہوتا ہے۔ ہر شخص کو زندگی کے ہر موڑ پر پیش آنے والی مشکلات ایک نئی اور انوکھی نوعیت کی ہوتی ہیں، اس لیے بہت ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے اساتذہ سے ملا جائے، کچھ رہنمائی لی جائے۔ دینی مدارس کے لیے اس کی اہمیت دوچند ہے۔ دینی مدارس کے فضلا جب سند فراغت حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں کو سدھارتے ہیں تو انہیں گونا گوں مشکلات گھیرتی ہیں۔ سب سے پہلے معاشی مشکلات کی ”اود بلا“ گھیرا تنگ کرتی ہے، اس سے نکلنے میں تو ”معاشرے میں کام کی حکمت عملی“، عشقِ پچاں کی بیل کی مانند دل و دماغ کا گھیراؤ کرتی ہے۔ اس لیے بہت ضروری ہوتا ہے کہ فضلا کو ادارے کے ساتھ جوڑا جائے۔ مادر علمی سے جوڑنے کیلئے دنیا بھر میں ایلو مینائی ایسوسی ایشنز یا فضلا ڈیک قائم کیے جاتے ہیں۔ ایلو مینائی ایسوسی ایشنز کے واسطے سے طلبہ متحد اور منظم رہتے ہیں۔ ان کیلئے روزگار کیلئے نئی راہیں بھی ہموار ہوتی ہیں۔

نماز میں امام کی اقتدا میں تین چیزوں کا لحاظ ضروری ہے:  
 نیت، رُخ اور ترتیب۔ جو امام کی نیت ہوگی، وہی مقتدی کی  
 ہوگی تو نماز صحیح ہوگی، جو امام کا رُخ ہوگا، وہی مقتدی کا ہوگا تو  
 نماز ہوگی، جو عمل امام جس ترتیب سے کر رہا ہوگا، وہی عمل  
 مقتدی کرے گا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ حضور ﷺ ہماری پوری  
 زندگی کے امام ہیں، اس لیے ان کی اتباع میں اپنے رخ کو  
 مخلوقات سے ہٹا کر خالق کی طرف موڑ دیا جائے۔  
 (ملفوظ حضرت حاجی صاحب۔ ماخوذ از: ”حاجی صاحب نمبر“)

## سوانح حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ

محمد تبلیغ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار کی سات دو ہائیاں دین کی اشاعت اور تبلیغ کی محنت میں وقف کر دیں۔ حاجی صاحب کی جدائی یقیناً ایک عظیم قومی سانحہ ہے اور یہ ایسا خلا ہے جو شاید کبھی پُر نہ ہو سکے، لیکن قدرت کے فیصلوں کے آگے کون ٹھہر سکتا ہے، آخر سب کو جانا ہے اور جانے والے کبھی واپس نہیں آتے، ہاں ان کی حسین یادیں ہمیشہ ہماری زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ان کے انتقال کے بعد یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کہ ان کے حقیقی احوال و واقعات مجتمع ہو جائیں تاکہ ان کی سیرت و کردار کے درخشاں پہلوامت کے سامنے آسکیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے لوگوں کو بھی اپنی زندگی کا رخ متعین کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت نے حضرت حاجی صاحبؒ کے سوانح حیات، دینی تبلیغی خدمات، تقسیم ہند سے قبل اور بعد کے تبلیغی حالات و واقعات کو خوبصورت انداز میں یکجا کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور مختصر عرصے میں تقریباً سات سو صفحات کی ضخیم کتاب تیار ہوگئی جو محمد لٹریچر چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے، جس کی طباعت اول ہاتھوں ہاتھ بک بھی گئی ہے اب اس کی طباعت ثانی پر کام جاری ہے، قارئین کے فائدے اور دلچسپی کے لئے اسے "ماہنامے" میں قسط وار شائع کیا جائے گا۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

### ابتدائیہ

پنجاب کی مردم خیز سرزمین نے قدرت خداوندی کی نیرنگیوں کے مناظر بارہا دیکھے، اس خطہ ارض سے

ایسی ایسی نابغہ روزگار ہستیاں جلوہ افروز ہوئیں جن کے وجود کی برکت سے رشد و ہدایت کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس کائنات میں چمکا اور اس نے اپنی سنہری کرنوں سے سارے عالم کو منور کر دیا۔ انہی ہستیتوں میں ایک نام حاجی عبدالوہاب صاحب کا ہے۔ آپ کی شخصیت کا شمار ان لوگوں میں سے ہے جن کی تصویر کشی ان کی گونا گوں خصوصیات اور عظیم تر صفات کے باعث دشوار ہی نہیں بلکہ دشوار تر ہے۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ قدرت نے آپ میں وہ کمالات و دیعت رکھے تھے جو ایسے قائدین ملت کے لیے ضروری ہیں جو قوموں میں صالح انقلاب لاتے ہیں، افسردہ اور پشمرده قلوب میں نئی روح پھونکتے ہیں اور انسانیت سے حقیقی محبت گویا انہی کے طفیل بعد والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ آج سے تقریباً ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے دل میں امت کی اصلاح کا وہ طریقہ القاء فرمایا جس کے باعث آج امت میں دین کی جانب رجوع کی رفتار حوصلہ افزا ہے۔

وسائل کی عدم دستیابی، دولت و سرمایہ کے بغیر، دین کی بے پناہ تڑپ، خلوص کی زبردست طاقت اور عزم و استقلال کا ہمالیہ سینے میں چھپائے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے اپنی اس تحریک ایمان اور دینی دعوت کا آغاز اس قوم سے کیا جو دینی و دنیاوی اعتبار سے انتہائی پسماندگی کا شکار تھی، لیکن جس مستقل مزاجی اور بلند ہمتی سے مولانا الیاس صاحبؒ نے یہ کام کیا اس کی نظیر مشکل ہے، پھر جیسے جیسے یہ تحریک ایمان فروغ پاتی گئی ایسے ایسے عظیم المرتبت مبلغین دین اور داعیان اسلام پیدا ہوتے گئے جنہوں نے خدمت دین کی وہ انوکھی مثال قائم کی جس کے تذکرے سے مردہ دلوں میں ایمان کی لہر دوڑ جاتی ہے، انہی مردانِ تحریک ایمان میں حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کا نام مبارک بھی صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ گو وہ اب ہم میں نہیں رہے لیکن قربانیوں کی ایک طویل داستان اور انسانیت کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جو درس وہ ہمیں پڑھا گئے وہ نسلوں تک امت کے اذہان و قلوب کو اپنی گرفت میں لیے رہے گا۔

زندگی	کی	غزل	تمام	ہوئی
قافیہ	رہ	گیا	محبت	کا

حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی دعوت کے مبارک کام کے ساتھ وابستگی، آپ کے ذاتی حالات اور آپ

کی عالمگیر خدمات کے تذکرے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قارئین اس دعوتی عمل کے ابتدائی دور کے حالات اور حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے بیان کردہ معارف و حقائق ایک ایسی بابرکت شخصیت کی زبانی سن لیں جو اس مبارک عمل میں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ساتھ شریک اور انتہائی قریب سے اس کی مشاہد رہی ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ کی تالیف ”دینی دعوت“ سے اہم اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں جس سے دین کے لیے مولانا کی فکر و کوشش، تڑپ و اضطراب اور اہمیت و رفعت کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔ مولف نے ایک جگہ سلسلہ تحریر میں فرمایا کہ حضرت مولانا منظور نعمانیؒ رقم طراز ہیں کہ:

”جس طرح حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اپنی دعوت و تحریک کے متعلق کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ قرن اول کا ہیرا ہے، مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی مبالغہ محسوس نہیں ہو تا کہ مولانا خود اس چودھویں صدی میں قرن اول کے خزانہ عامرہ کا ایک موتی ہیں، اور آپ کی ذات ہزار صد ہزار شکر کی مستحق ہے کہ اس فتنہ و فساد اور ایمان سوز اور لادینیت کے حالات اور دور میں اُمت مسلمہ کو قرن اول کا ہیرا اٹھا دیا، جس کی بناء پر کروڑھا مسلمان اپنے ایمان کو سنوارنے اور محمد ﷺ کے لائے ہوئے پاکیزہ طریقے کی تحصیل میں مصروف اور مشغول ہو گئے۔“

اسی دعوت و تبلیغ اور اس کے اصول و آئین کے تذکرے میں حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ”موجودہ ہندوستان کی تمام دینی تحریکوں میں یہ دینی دعوت اصل اول سے زیادہ قریب ہے، نیز حکیمانہ تبلیغ و دعوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔“

اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے، اور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان، نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے، حق یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آهِنُوا“ اے مسلمانو! مسلمان بنو، کو

پورے زور و شور سے بلند کیا جائے، شہر شہر گاؤں گاؤں اور در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے، اور اس راہ میں وہ جفاکشی و ہمحت کوشی اور وہ ہمت اور وہ قوت مجاہدہ صرف کی جائے جو دنیا دار لوگ دنیا کے عز و جاہ اور حصول طاقت میں صرف کر رہے ہیں، جس میں حصول مقصد کی خاطر ہر متاع عزیز کو قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کے لیے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کشش سے، کوشش سے، جان و مال سے، ہر راہ سے اس میں قدم آگے بڑھایا جائے اور حصول مقصد کی خاطر وہ جنون کی کیفیت اپنے اندر پیدا کی جائے جس کے بغیر دین و دنیا کا نہ کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

مسلمانوں میں ایمان و یقین کے تنزل کا احساس:

جس مبارک دینی ماحول میں مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی عمر کا ابتدائی حصہ گزرا تھا اس کی مخصوص دینی و روحانی فضا کی وجہ سے بمشکل اس بات کا احساس ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں سے ایمان و یقین کی دولت سرعت کے ساتھ نکلتی جا رہی ہے، دین کی طلب اور قدر سے تیزی کے ساتھ دل خالی ہوتے چلے جا رہے ہیں، اس ماحول میں چونکہ خواص اہل دین اور اہل طلب سے واسطہ پڑتا تھا، اس لیے مسلمانوں کی دین سے بڑھتی ہوئی بے نیازی اور اس کی ناقدری بلکہ اس کی تحقیر کا کوئی عملی تجربہ اور احساس نہ ہونا بے موقع نہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ کی خاص رہنمائی فرمائی، اور آپ پر یہ حقیقت منکشف کی کہ جس سرمایہ کے اعتماد پر یہ سارا جمع خرچ ہے وہ سرمایہ ہی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے، جس زمیں پر یہ درخت نصب کرنے ہیں وہ زمین ریت کی طرح پاؤں کے نیچے سے کھسکتی جا رہی ہے، امہات عقائد میں ضعف پیدا ہو گیا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے اور خود مولاناؒ کے گہرے الفاظ میں امہات عقائد میں امہات ہونے کی شان نہ رہی، ان میں بنات عقائد (ضمنی و فروعی عقائد) کی تربیت و پرورش کی طاقت نہیں رہی، خدا کی خدائی اور محمد ﷺ کی رسالت کا یقین کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے، آخرت کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے، خدا کی بات کا وقار اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کا وزن اور دین و شریعت کا احترام کم ہو رہا ہے، اجر و ثواب کا شوق (ایمان و احتساب) دل سے اٹھتا جا رہا ہے۔

## زندگی کے رخ کی تبدیلی

یہ انکشاف اور ادراک اس وضاحت اور قوت کے ساتھ ہوا کہ اس سے مولانا کی زندگی کا رخ بالکل ہی تبدیل ہو گیا اور طریق کار اصولی طور پر بدل گیا، آپ کی زندگی بھر کی جدوجہد اور دعوت و تحریک کی بنیاد دراصل اسی امر واقعی کا ادراک تھا کہ مسلمانوں میں دین کی بنیاد تزلزل میں ہے اور اصل کام اسی کا استحکام ہے، آپ کی ساری جدوجہد کا محور و مرکز یہی خیال تھا جس نے آپ کی توجہ دلچسپی کو ہر رخ سے ہٹا کر اسی ایک نقطہ پر مرکوز کر دیا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو ایک خط میں اپنی اس تحریک کا مقصد اس طرح تحریر فرماتے ہیں ”نماز، روزہ، قرآن، انقیاد مذہب اور اتباع سنت کا نام لینے اور ان چیزوں کا تذکرہ کرنے سے ان چیزوں کے ساتھ عالم اسلام میں تمسخر اور مضحکہ اور استخفاف کا کوئی دقیقہ اٹھانہیں رہتا۔ اُمور مذکورہ کی حرمت و عظمت کی طرف دعوت دینے ہی پر اس تبلیغ کی تحریک کا مدار ہے اور یہی اس کی بنیاد ہے کہ استخفاف سے تعظیم کی طرف فضائے عالم کے انقلاب کی کوشش کی جائے۔“



## بخل کے مقابلے میں اسراف زیادہ برا ہے

اگر آدمی فضول خرچی سے بچے تو بڑی برکت ہوتی ہے۔ فضول خرچی بڑی مضر چیز ہے اس کی بدولت مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔ بخل کے مقابلے میں اسراف زیادہ برا ہے۔ جس چیز کا انجام پریشانی ہو وہ زیادہ بری ہے اس سے جس سے پریشانی نہ ہو بخل میں پریشانی نہیں ہوتی اور اسراف میں پریشانی ہوتی ہے۔

مصرف (فضول خرچی کرنے والے) سے اندیشہ ہے کہ کہیں دین نہ کھو بیٹھے ایسے واقعات بکثرت موجود ہیں کہ اسراف کا نتیجہ کفر ہو گیا اور وہ اس کی یہ ہے کہ مصرف کو اپنی حاجتوں کے پورا کرنے میں اضطراب ہوتا ہے اور مال ہوتا نہیں اس لئے دین فروشی بھی کر لیتا ہے۔ اور بخل کو یہ اضطراب نہیں ہوتا اس کے ہاتھ میں ہر وقت پیسہ ہے گو وہ خرچ نہ کرے۔ (الافاضات صفحہ ۱۵۳ جلد ۲)

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ آج کل پیسہ کی قدر کرنی چاہئے اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی انسان بہت سی آفات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دین فروشی بھی اسی آفت کی ایک فرد ہے۔ (التبلیغ صفحہ ۴۴۵ جلد ۲)

ضبط و ترتیب لئیق احمد نعمانی

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

## حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کا جامعہ دارالتقویٰ

### کے علما و طلبہ سے بیان

یکم دسمبر بروز اتوار جامعہ دارالتقویٰ میں خماسی امتحان کے نتائج و تقسیم انعامات کی منعقدہ تقریب میں مہمان خصوصی کے طور پر ناظم اعلیٰ و فاق المدارس العربیہ حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) بھی خصوصی طور پر مدعو تھے۔ آپ نے طلبہ و طالبات کو جو نصائح فرمائیں وہ سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ علماء و طلبہ کے لئے تو مفید ہیں ہی عامۃ الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ استفادہ عام کے لئے قارئین کی نذر کی جاتی ہیں۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں پہلے جامعہ دارالتقویٰ لاہور کے مہتمم منتظم حضرت مولانا اولیس صاحب (دامت برکاتہم العالیہ)، حضرات اساتذہ کرام اور اہل شوریٰ کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مبارک تقریب میں شرکت کی دعوت دے کر اس سعادت میں حصہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ غالباً دوسری مرتبہ ”جامعہ دارالتقویٰ“ کی تقریب میں حاضری کی سعادت نصیب ہو رہی ہے جب پہلی مرتبہ حاضر ہوا اور اس ادارے کی خدمات کو، اس کے تعلیمی، تبلیغی، دعوتی اور تربیتی نظام کو دیکھا تو یہاں اب دوبارہ حاضری صرف حکم کی تعمیل نہیں بلکہ اپنی خواہش کی تکمیل میں بھی ہے۔ مجھ سے پہلے وفاق

المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی خادم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم شیخ الحدیث اور میرے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کے جانشین اور صاحب زادے اور میرے ساتھی و رفیق درس حضرت مولانا مفتی طیب صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) نے بڑا ہی طیب بیان کیا اور بیان طیب کے بعد بیان غیر طیب تو بالکل ٹھیک نہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں، جو میرا سبق تھا انہوں نے سنا دیا، عام طور پر لوگ یہ توقع بھی رکھتے ہیں اور میری ذمہ داری کا تقاضا بھی ہے کہ میں مدارس کے حوالے سے چند باتیں عرض کروں وہ الحمد للہ مجھ سے بہتر اور جامع انداز میں انہوں نے دینی مدارس کے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم، ان کی حریت، ان کی خود مختاری، فکر و عمل، امتحان، ان کی اہمیت و ضرورت کے حوالے سے تمام باتیں فرمادیں۔ حصولِ سعادت اور تعمیلِ ارشاد پر مجھے جس عنوان پر بات کرنی ہے اور جو اللہ پاک نے دل میں ڈالا وہ ”تقویٰ“ ہے بعض اجتماعات میں جانا ہوتا ہے تو انسان سوچتا ہے کہ کس موضوع پر بات کرے، لیکن جامعہ دارالتقویٰ میں جب کوئی دعوت ملتی ہے تو یہ پریشانی نہیں ہوتی کہ موضوع کیا ہوگا؟ مدرسہ کا نام ہی موضوع متعین کر دیتا ہے، ورنہ انتخابِ موضوع سب سے مشکل کام ہے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے میرے دل میں اللہ پاک نے ڈالا ہے کہ میں یہ درخواست کروں کہ جس طرح حضرت مولانا اولیس صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) اور آپ کے اساتذہ کرام اور آپ کی معلمات نے آپ بچوں اور بچیوں کا امتحان لیا اور امتحان کے نتائج میں ایک پر وقار تقریب منعقد کی اور اس میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ و طالبات کو انعام سے نوازہ گیا اسی طرح ایک امتحان اللہ پاک نے بھی لینا ہے اور وہ امتحان دل کے تقویٰ کا ہے۔ اب غور یہ کر لیں کہ کیا دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو گئے اور دونوں امتحانوں میں انعام کے حق دار بن گئے کہ نہیں؟ چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ:

جو اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آواز پست کرتے ہیں مراد صرف آواز دھیمی رکھنا نہیں ہے بلکہ اللہ کے پیغمبر کا اتباع ہے ان کا ادب و احترام، اطاعت و فرمانبرداری ہے کیونکہ حقیقی ادب ”اطاعت“ ہے۔ تو اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں کا ہم نے امتحان لیا، ان کے دلوں میں تقویٰ ہے تو اب ہم انعام دیتے ہیں۔ لہم مغفرتہ واجر عظیم۔ اس امتحان کی بھی فکر کریں، آپ کو بھی اور مجھ کو بھی اللہ پاک فکر نصیب فرمائے۔ تقویٰ کس کو کہتے ہیں، اس کے بہت سے معانی بیان کے گئے ہیں لیکن ”عبارة ناشتی“ تعبیرات مختلف ہیں حقیقت ایک ہی ہے۔ مثلاً ایک معنی یہ بیان کیا گیا کہ ہر وہ بات اور کام جس سے اللہ تعالیٰ راضی

اور خوش ہوئے وہ کام کرنا اور جس بات اور کام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ناراض ہوئے ہیں، ان کاموں سے رکتنا اور چھوڑ دینا اس کا نام ”تقویٰ“ ہے ایک میری اور آپ کی خوشی ہے اور ایک اللہ کی اور اللہ کے پیغمبر جناب نبی کریم ﷺ کی خوشی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ میں اپنی خوشی، اپنے خاندان، اپنے بچوں، ماں باپ، معاشرہ سوسائٹی اس کی خوشی کو ترجیح دے رہا ہوں یا میں اللہ اور اس کے پیغمبر کی خوشی کو ترجیح دے رہا ہوں ان لفظوں پر ذرا غور کر لیں کہ جو اپنی خوشی کو اللہ پاک کی خوشی پر، حضور ﷺ کی خوشی پر قربان کر دے گا وہ صاحب تقویٰ ہو جائے گا۔ جو خوشی بوجھل دل کے ساتھ نہیں، خوشی خوشی اللہ اور اس کے پیغمبر کی خوشی پر اپنی خوشی کو قربان کر دے گا وہ صاحب تقویٰ ہو جائے گا وہ اس امتحان میں بھی کامیاب ہو جائے گا، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ امتثال الاوامر اور اجتناب عن المعاصی (عن النواہی) اللہ پاک نے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا ان کو کرنا اور جن سے اللہ پاک نے روکا ان سے بچنا اس کا نام ”تقویٰ“ ہے۔ میرے عزیز طلبہ و طالبات، ماؤ، بہنو، بیٹیو اور مسلمانو! جتنا قرآن پاک اور دین میں نے اور آپ نے سمجھا ہے امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں کتاب العلم میں باب قائم کیا ہے۔ جس میں اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ دین کو بغیر سمجھے نہ پڑھنا، دین کو سمجھ کر پڑھنا، کیونکہ دین سمجھا ہی نہیں تو پڑھنا کیا ہے؟ اور یہ بات ہماری طالبات کے لیے خاص طور پر غور طلب ہے، میں بھی اس سال طالبات کو سبق پڑھا رہا ہوں تو روزانہ سبق سنتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ کتاب کی طرف مت دیکھ کر بتاؤ، منہ اٹھا کر زبانی بیان کرو تا کہ مجھے اندازہ ہو کہ تم نے سمجھا بھی ہے یا رٹا لگا یا ہے؟ ہماری طالبات اکثر رٹا لگاتی ہیں، اس لیے وفاق میں جب ہم ان کے پرچے دیکھتے ہیں تو ایک ہی طرح کے پرچے ہوتے ہیں، دین کو سمجھنا ہے چنانچہ امام بخاریؒ وہ روایت لائے ہیں جس میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضور ﷺ سے بار بار پوچھتی رہیں جب تک کہ بات سمجھ نہ آتی۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو حساب و کتاب کا سامنا کرنا پڑ گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے سوال کیا قرآن پاک میں آتا ہے فی حساب حسابا یسیرا، حساب یسیرا بھی تو ہوگا اور آپ فرما رہے ہیں کہ حساب والا پکڑا جائے گا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک اس کا حساب صرف اس کو دیکھائے گا، یہ کیا تھا؟ یہ کیا تھا؟ چل جا جس طرح دنیا میں پردہ ڈالا تھا اب بھی معاف کر دیتے ہیں یہ مراد ہے حساب یسیر سے، لیکن جس کی تفتیش شروع ہوگی، پوچھ گچھ شروع ہوگی تو پھر وہ بچ نہیں پائے گا۔ تو میری عزیز طالبات اور طلبہ دین

کو سمجھ کر پڑھو، اس لیے ہمارے مدارس میں تکرار ہے، مطالعہ ہے اور سبق میں حاضری ہے۔ اردو شرحیں، کاپیاں اور حاشیہ دیکھ کر دین سمجھ نہیں آئے گا، دین استاد سے پڑھ کر سمجھ آئے گا، استاد سمجھائے گا تو سمجھ آئے گا، میرے دادا استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب فرماتے تھے کہ پورے زمانہ طالب علمی میں صرف ایک دن دورے والے سال صرف ایک گھنٹہ کسی مجبوری کی وجہ سے سبق میں میرا نام نہ ہو گیا، فرمایا: کتاب کی وہ جگہ آج تک مجھے اس طرح سمجھ نہیں آئی جس طرح باقی کتاب سمجھ میں آئی۔

حضرت خیر محمد صاحب جو استاد العلماء ہیں وہ یہ فرما رہے ہیں، جنہوں نے چالیس سال بخاری شریف خیر المدارس میں پڑھائی ہے اور عربی میں ”خیر الباری“ کے نام سے شرح لکھی ہے دعا کریں جلد شائع ہو جائے، وہ فرما رہے ہیں کہ آج تک مجھے کتاب کا وہ حصہ اس طرح سمجھ نہیں آیا جس طرح کتاب کا باقی حصہ سمجھ میں آیا جو استاد سے پڑھا تھا، تو دین کو سمجھ کر پڑھنا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ تقویٰ نام ہے گناہ سے بچنے کا اور اللہ پاک کے احکام بجالانے کا اپنی خوشی کو اللہ کی خوشی پر قربان کرنے کا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر قربان کرنے کا اور جو اپنی خوشی قربان کر دے تو اللہ پھر کائنات کو اس پر قربان کر دیتا ہے۔ ایک معنی تقویٰ کا سب اہل علم جانتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا ابی ذر ایتنا ”تقویٰ“ کس کو کہتے ہیں؟ یہ سوال اس لیے نہیں کیا تھا کہ حضرت عمرؓ کو تقویٰ کا معنی نہیں آتا تھا وہ تو مجسم تقویٰ تھے، وہ تو سرتاپا اول تقویٰ اور پرہیزگار تھے بعض دفعہ سوال کرنے والا اپنے لیے سوال کرتا ہے اور بعض اوقات دوسروں کے لیے سوال کرتا ہے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں آپ نے پڑھا کہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور چند سوالات کیے۔ مثلاً: قیامت کب آئے گی، اسلام کیا ہے ایمان کیا ہے وغیرہ؟ حالانکہ آپ کو پتا ہے کہ قیامت کی نشانیاں جو جو بیان ہوئیں ہیں وہ حضرت جبرائیل جاتے ہیں ایمان اور اسلام کے متعلق ان کو پتا ہے لیکن یہ سوالات اپنے لیے نہیں تھے بلکہ صحابہ کرام کو ان کے جوابات سے آگاہ کرنا تھا۔ اس طرح حضرت عمر فاروقؓ کو پتا تھا کہ تقویٰ کیا ہے، لیکن دوسروں کے لیے پوچھا تھا، آپ کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ موج میں تھے فرمانے لگے: جس دن میں نے کلمہ پڑھا اور جس دن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور میں نے کفر کو چھوڑ کر اسلام اور ایمان کو قبول کیا ذرا غور کرنا! فرمایا: وہ دن

گیا اور میری زندگی کا یہ دن آ گیا۔ میں نے آج تک اپنے بائیں جانب کے فرشتے کو قلم اٹھانے کا موقع بھی نہیں دیا۔ اللہ پاک ہمیں بھی ایسا تقویٰ نصیب فرمائے۔

یمن سے ایک عورت مدینہ منورہ آئی، حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیوی نے اس آنے والی یعنی عورت کے لیے کھجوروں کی بنی ہوئی چٹائی بچھائی جب وہ بیٹھنے لگی تو فوراً کھڑی ہو گئی، حضرت عمرؓ کی بیوی نے پوچھا، کیوں نہیں بیٹھ رہی اس خیال سے کہ یہ گیلی ہے کہ کپڑے خراب ہو جائیں گے، بچے نے رات کو پیشاب کیا ہوگا۔ سنو! یہ کسی بچے کے پیشاب کی وجہ سے تر نہیں ہوئی یہ کسی پانی وغیرہ گرنے کی وجہ سے تر نہیں ہوئی یہ رات کو آخری حصہ میں عمر بن خطاب کے سجدے میں سر رکھ کر رونے کی وجہ سے تر ہوئی ہے۔

ایک دن موج میں تھے: فرمانے لگے میں یہاں مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے چاہوں تو اپنا ایک پاؤں پہلے آسمان پر لے جاسکتا ہوں، پھر فرمانے لگے دوسرے، پھر فرمانے لگے تیسرے، پھر فرمانے لگے چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں آسمان پر، پھر فرمانے لگے:

اب تو عمر کو جنت اور دوزخ اس طرح نظر آتی ہے جیسے مکان کی چھت، آپ تو متقیوں کے امام ہیں۔ سوال میرے اور آپ کے لیے کیا تھا فرمایا: بتاؤ ابی! تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: پہلے میرے سوال کا جواب دیں، آپ نے کسی ایسے راستے پر سفر کیا جس کے دائیں، بائیں کانٹے دار درخت اور جھاڑیاں ہوں؟ حضرت ابیؓ نے کہا: کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیسے کیا سفر؟ فرمایا: بیچ بیچ کر کہ کاٹنا نہ لگ جائے، کپڑے نہ پھٹ جائیں، جسم زخمی نہ ہو جائے تو فرمایا کہ یاد رکھیں! تقویٰ اس کا نام ہے کہ زندگی کی سڑک پر موت کی طرف جاتے ہوئے اس طرح بیچ بچا کر سنبھل سنبھل کر چلنا کہ کوئی مجھ کو گناہ کا کاٹنا نہ لگ جائے، معصیت کا کوئی کاٹنا نہ چھب جائے، میرے کپڑے نہ پھٹ جائیں۔ میرا جسم نہ زخمی ہو جائے۔ اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر علمائے کرام سے پوچھ پوچھ کر زندگی گزارنے کا نام تقویٰ ہے۔ یہ کام کرنے لگا ہوں حلال ہے یا حرام۔ دارالتقویٰ میں الحمد للہ دارالافتاء بڑے اعلیٰ پیمانے پر قائم ہے اور چوبیس گھنٹے جب آپ کے دل میں سوال آئے فوراً ٹیلی فون کرو یا خود آ جاؤ آ کر دین کا مسئلہ پوچھ لو، اپنا کوئی فیصلہ اور قدم بغیر علماء سے پوچھے مت اٹھاؤ، اس کا نام تقویٰ ہے اور یہ جامعہ دارالتقویٰ آپ کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ آؤ اور اپنی زندگی میں تقویٰ لاؤ، اور تقویٰ اتنی بڑی نعمت ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک اللہ والے کی بات سنی اور پڑھی سبحان اللہ، مجھے وجد آ گیا۔ انہوں نے فرمایا: تقویٰ والی دولت اللہ

پاک نے صرف انسانوں کو عطا کی ہے۔ فرشتوں کو بھی عطا نہیں کی۔ فرشتے معصوم ہیں متقی نہیں ہو سکتے کیوں کہ متقی اس کو کہتے ہیں جس کے اندر گناہ کا تقاضا اور گناہ کی طاقت ہو پھر وہ گناہ کے تقاضے اور طاقت کو کنٹرول کر لے اور روک لے نہ کرے اس کو تقویٰ حاصل ہوگا، فرشتوں میں گناہ کی طاقت ہی نہیں، گناہ کی صلاحیت ہی نہیں، وہ متقی بھی نہیں، تقویٰ کی نعمت اللہ پاک نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا:

والشمس وضوحها،

بڑی بڑی قسمیں اللہ پاک نے کھائیں، سورج اور چاند کی قسمیں کھائیں اللہ نے چاشت کی قسم، رات دن کی قسم اور آخر میں نفس کی قسم کھائی کہ جس نے اس نفس کو درست کیا، صحیح بنایا اللہ پاک نے اپنی ذات کی قسم کھا کر فرمایا: فالہمها فجورھا وتقوھا

ہم نے انسان کے اس نفس اور جان میں برائی کا مادہ بھی رکھا اور نیکی اور تقویٰ کا مادہ بھی رکھا، اب طلبہ سے، طالبات سے، معلمات اور معلمین سے میرا ایک سوال ہے؟ آپ غور کریں؟ تقویٰ اچھی چیز ہے اور مجور گناہ بری چیز ہے اور بری چیز کا ذکر بعد میں اور اچھی چیز کا ذکر پہلے ہوا کرتا ہے، آپ مسجد میں آئے، دایاں پاؤں پہلے داخل کرتے ہیں اور بائیں بعد میں، آپ جب کھانا کھائیں تو دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، حالانکہ قرآن پاک میں فجور کا ذکر پہلے ہے اور تقویٰ کا ذکر بعد میں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تقویٰ کا ذکر پہلے ہوتا اور فجور کا ذکر بعد میں، کیونکہ تقویٰ اچھی چیز ہے اور فجور بری اور گناہ ہے۔ لیکن اللہ پاک نے فجور پہلے ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تقویٰ وہی معتبر ہوگا جس میں تقویٰ اختیار کرنے والے کے اندر گناہ کی صلاحیت، طاقت ہو، شر اور برائی کی طاقت اور مادہ ہو پھر وہ اس کو دبا لے تو اب تقویٰ کی دولت سے اللہ پاک اس کو متصف کریں گے اور یہی تقویٰ صحیح ہوگا۔ چنانچہ کوئی نابینا آدمی یہ کہے کہ آج تک کوئی فلم نہیں دیکھی تو یہ کمال نہیں، کمال تو یہ تھا کہ طاقت اور قدرت ہونے کے باوجود وہ کام نہ کیا ہو۔

تو میرے دوستو! جامعہ دارالتقویٰ میں آپ کو صرف علم نہیں دیا جا رہا، بلکہ علم کا نور اور کمال جس سے آتا ہے، جو حقیقتاً علم کی روح ہے ”تقویٰ“ وہ بھی دیا جا رہا ہے، یہ اسم بامسمیٰ ادارہ ہے اور اللہ پاک اس کو اسم بامسمیٰ رکھے۔ آمین۔ پڑھنے والے بچوں کو بھی اور بچیوں کو بھی، جہاں وہ قرآن وحدیث اور فقہ کے الفاظ کا علم حاصل کریں وہاں وہ اس علم کا نور اور اس کا کمال تقویٰ بھی اپنے اندر پیدا کریں کیونکہ علم باعث

فضیلت ہی اس وقت ہے جبکہ اس کے ساتھ تقویٰ بھی ہو اور اصل علم ہی وہ ہے جو عمل پر کھڑا کر دے۔ جس علم نے آپ کو، میری ذات کو عمل کرنے والا، نماز پڑھنے والا، گناہ سے بچنے والا نہیں بنایا وہ علم اوروں کو کیا بنائے گا اور ان کو کیا فائدہ پہنچائے گا؟ علم نافع مانگا کرو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ لوگ علم کی تقسیم کرتے ہیں دنیا اور دین کے اعتبار سے، یہ دنیا کا علم ہے اور یہ دین کا، حالانکہ یہ تقسیم غلط ہے، پورے قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں، دین اور دنیا کی تقسیم کہیں نہیں ملے گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو امتیاز ہی یہ ہے کہ آپ نے پوری دنیا کو دین بنا دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ آپ نے دنیا اور دین کا فرق ختم کر دیا کوئی دین اور دنیا کے علم کے اعتبار سے تقسیم نہیں ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نافع اور غیر نافع کے اعتبار سے تقسیم ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعایہ کی: اللہم انی استلک علما نافعا۔۔۔ اللہم انی اعوذک من علم لا ینفع۔ نافع اور غیر نافع کے اعتبار سے فرق ہے نافع علم اس کو کہتے ہیں جس میں عمل ہو اور غیر نافع اس کو کہتے ہیں جس میں عمل نہ ہو، اور جس علم میں عمل ہو اسی کا نام تقویٰ ہے اور تقویٰ پر اللہ پاک کی طرف سے کیا کیا انعامات ملیں گے اس کو اللہ پاک نے اس آیت میں بیان فرمایا، جو ابھی میں نے شروع میں پڑھی۔

یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ تجعل لکم فرقا نا ویکفر عنکم سیاتکم

و یغفر لکم

ترجمہ:- اگر تمہارے اندر تقویٰ ہوگا تو اللہ پاک تمہیں فرقان عطا کریں گے۔ فرقان کا معنی ایسی روشنی اور نور جس سے اللہ پاک نیکی اور برائی، حق و باطل، سچ و جھوٹ، توحید و شرک اور سنت و بدعت کے اندر فرق کی صلاحیت اور بصیرت عطا کر دیں گے، تو تقویٰ پر پہلا انعام اللہ پاک کی طرف سے فرقان عطا ہوگا، قرآن وحدیث کی ایسی روشنی ملے گی کہ کوئی بے دین اور لحد آئے گا آپ کے اندر کی روشنی آپ کو بنا دے گی یہ بات جو کر رہا ہے وہ امت اور اسلاف کے خلاف ہے، قرآن وحدیث کے خلاف کہہ رہا ہے آپ کا دل و دماغ اس کو قبول نہیں کرے گا۔ دوسرا انعام اللہ پاک یہ عطا کریں گے کہ تقویٰ آپ کے گناہوں کا کفارہ بنا دیں گے یعنی کفارہ سنیات اور تیسرا انعام اللہ پاک یہ عطا کریں گے کہ آخرت والے دن مغفرت فرمادیں گے۔ تو تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کو تین انعامات عطا کیے جائیں گے۔ 1۔ نور فرقان، 2۔ کفارہ سنیات، 3۔ آخرت میں گناہوں کی بخشش۔

اور تقویٰ پر مزید انعامات کیا ملیں گے، اللہ پاک رزق میں بے حساب اضافہ فرمادیں گے، عزت عطا کریں گے، مشکلات اور مصائب سے نکلنے کا راستہ بنا دیں گے ہر آدمی چاہتا ہے کہ میں مشکلات اور مصائب سے نکل جاؤں تو تقویٰ اختیار کرنے کی برکت سے اللہ پاک مشکلات اور مصائب سے خلاصی عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

ومن یتقی اللہ يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب

حضرت یوسف (علیہ السلام) کو زلیخا کمرہ میں بند کر کے لے گئی اور آخری کمرے میں جا کر تالیں لگا کر گناہ کی دعوت دی حضرت یوسف (علیہ السلام) کے دل میں تقویٰ اور اللہ پاک کا ڈر تھا اللہ پاک سے دعا کی کہ اللہ پاک مجھے اس مشکل سے نکال دیں۔ اللہ پاک نے دل میں ڈالا کہ آپ دوڑو تالوں کو ہاتھ لگانا تمہارا کام بغیر چابی کے کھول دینا ہمارا کام، آپ نے ومن یتقی اللہ کا مظاہرہ کیا۔ ہم یجعل له مخرجا کا مظاہرہ کریں گے۔ اللہ پاک ہمیں بھی تقویٰ کی دولت سے نوازے۔ آمین

بہر حال میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آخری بات عرض کر کے بات کو ختم کرتا ہوں کہ یہ دینی مدارس اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے جیسا کہ حضرت مفتی محمد طیب صاحب نے فرمایا انہی کی تائید میں چند گزارشات عرض کروں، اگر آج اللہ پاک کا دین باقی ہے تو مدرسہ اور علمائے کرام کی وجہ سے امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں باقاعدہ باب قائم کیے ہیں۔ جس میں ثابت کیا ہے کہ اس دنیا کی بقاء اس دین کی بقاء پر موقوف ہے اور دین کی بقاء وہ علماء کی بقاء پر موقوف ہے اور علماء مدارس میں بننے ہیں گویا کہ مدارس کی بقاء پر اس دنیا کی بقاء موقوف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ علم کو اٹھالیں گے یہ دین قرآن و حدیث کا علم اللہ تعالیٰ دنیا سے اٹھالیں گے، یا رسول اللہ کیسے اٹھالیں گے؟ فرمایا: اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ عالم کے سینے سے اللہ تعالیٰ علم کو نکال لیں اور وہ تمام باتیں بھول جائے۔ رات کو سوئے تو عالم، صبح اٹھے تو جاہل، اس طرح اللہ ایک عالم کو بے عزت نہیں کریں گے۔ فرمایا: اللہ پاک علم کو اٹھائیں گے علماء کے اٹھانے کے ساتھ قیامت کے قریب علمائے کرام پے درپے دنیا سے جائیں گے۔

جب وہ جائیں گے تو ساتھ علم بھی چلا جائے گا۔

علم باقی رہے اس کے لیے یہ طریقہ ہے کہ استاد جانے سے پہلے شاگردوں کو علم دے اس لیے ہمارے

اکابر نے مدرسے قائم کیے تاکہ عالم جائے تو اس کا علم ساتھ نہ جائے ان کے طلبہ و طالبات کو مل جائے۔  
تو معلوم ہوا کہ اس دنیا کی بقاء علم دین کی بقاء پر موقوف ہے اور علم دین کی بقاء علماء کی بقاء پر موقوف ہے اور علماء کی بقاء مدارس کی بقاء پر موقوف ہے۔ اس لیے ہم یہ جدوجہد کرتے ہیں ہم نے حکومت سے کہا کہ آپ کی کوئی مداخلت مدرسوں سے نہیں ہونی چاہیے، سرکاری کنٹرول میں نہیں ہونے چاہئے۔ آزاد رہنے چاہئے اس لیے کہ جو چیز سرکاری کنٹرول میں جاتی ہے ختم ہو جاتی ہے۔ بھٹو صاحب کے دور حکومت جو اسکول سرکاری کنٹرول میں آئے وہ ختم ہو گئے۔ جو بینک حکومت کے کنٹرول میں گئے دوالیہ ہو گیا، منت سماجت کر کے ان کو پرائیویٹ کیا گیا۔ یہ ہمارے موصلاتی ادارے یہ ہماری ریلوے، PIA اب تک خسارے میں جا رہے ہیں کرایہ دیکھو کتنا ہے؟۔

جہاں سرکاری کنٹرول ہوتا ہے وہاں پر آپ دیکھ لیجئے کہ ان اداروں کی کارکردگی متاثر ہو جاتی ہے۔ بہاولپور کا آپ جامعہ عباسیہ دیکھ لیں، اوکاڑے کا جامعہ عثمانیہ آپ دیکھ لیں؟ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ سرکاری کنٹرول سے آزاد رہے اور دین اپنی اصل شکل میں باقی رہے اور اس میں سے ایسے علماء تیار ہوں جو ہر ایک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غلط کو غلط کہہ سکیں۔ اگر وقت کے وزیر اعظم کے ہاتھ میں شراب کا جام ہو تو وہ اس سے کھینچ کر زمین پر گرا سکے۔ ایسے علماء تیار ہوں جو حق کو حق اور باطل کو باطل کہیں، امام بخاریؒ نے جگہ جگہ سمجھایا ہے کہ صرف حق بیان نہ کرو باطل کی تردید بھی کرو، حق بھی سمجھاؤ، باطل بھی بیان کرو، امر بالمعروف بھی کرو اور نہی عن المنکر بھی کرو۔ تقویٰ نام گناہ سے بچنے کا ہے گناہ بھی بتاؤ، نیکی بھی بتاؤ تاکہ گناہ سے بچا جاسکے اور نیکی کو اختیار کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ اس ”جامعہ دارالتقویٰ“ کو ترقی عطا فرمائے، اس کے کوائف سن کر، یہاں آ کر، دیکھ کر خوشی ہوتی ہے، الحمد للہ سترہ کے قریب شاخیں کام کر رہی ہیں۔ جس میں تقریباً چار ہزار کے قریب طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں، وفاق میں انہوں نے پوزیشن حاصل کی، میں وفاق کا ناظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہاں جس طرح قرآن و حدیث، علوم اور الفاظ کے امتحان میں کامیاب رہے وہاں تقویٰ کے امتحان میں بھی آپ کامیاب ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



قاری محمد اسحاق ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ

## مجاہد ختم نبوت، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے بانی حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی

مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں ”گلدستہ تقاسیم“ (7 جلد) ”دینی دسترخوان“ (3 جلد) جیسی عوام و خواص میں مقبول عام تالیفات کے مؤلف والد گرامی حضرت مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی رحمہ اللہ جو کہ ماشاء اللہ عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ گزشتہ دنوں 26 دسمبر 2019ء بمطابق 28 جمادی الثانی 1441ھ بروز جمعرات بوقت چاشت انتقال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی وفات پر شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے جو تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے وہ ہم سب کیلئے سرمایہ تسکین اور تعزیت کیلئے بہترین ارشادات کا مجموعہ ہے۔ ذیل میں وہ تعزیتی کلمات دیئے جاتے ہیں۔

”مولانا اسحاق صاحب! آپ کے والد صاحب کی وفات پر دلی صدمہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کو درجات عالیہ عطا فرمائے۔

والد کا سایہ سر سے اٹھنا حقیقتاً انسان کیلئے بہت بڑے غم کی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا ہے اس میں تسلی کے بہت سے سامان ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ماشاء اللہ ان کو مدینہ منورہ میں قبول فرمایا اور جنت البقیع میں تدفین نصیب فرمائی۔ مسجد نبوی میں نماز جنازہ ہوئی۔ یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا اس میں یہ ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ یہ عارضی جدائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ہمیں بلائے تو انشاء اللہ پھر سب سے ملاقات ہوگی اور ہمیشہ کیلئے ہوگی اور اس میں کوئی جدائی نہیں ہوگی۔ یہی اِنَّ لِلّٰهِ وَاِنَّ الْاٰلِیْبَہَ زَاجِعُوْنَ کا معنی ہے۔ ایسے موقع پر بزرگوں نے اس بات کا مراقبہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کو سوچا جائے۔ وہ حاکم ہیں لہذا ان کا ہر فیصلہ قبول ہے اور حکیم ہیں، اس لیے انہوں نے انسان کی وفات کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ اپنی حکمت کے ساتھ کیا ہے۔ کبھی دو محبت کرنے والے ہمیشہ دُنیا میں ساتھ نہیں رہتے۔ ان کو کبھی نہ کبھی جدا ہونا پڑتا ہے۔ یہ تو طے ہے کہ دونوں میں سے ایک کو پہلے اور دوسرے کو بعد میں جانا ہے۔ کس کو پہلے اور کس کو بعد میں جانا ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ انسان اس کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر چھوڑے کہ وہ حکیم ہیں۔

انشاء اللہ اس طرح صبر بھی آئے گا، سکون بھی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر و سکون اور قرار عطا فرمائے۔ یہ طبعی صدمہ ہے اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں ہے اور صدمہ کرنا شرعاً ممنوع بھی نہیں ہے لیکن ان غیر اختیاری امور پر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے۔ اگرچہ دل میں صدمہ ہو لیکن اس کے فیصلے پر راضی ہے۔ اسی کا نام صبر ہے اور اسی کا نام رضا بالقضا ہے۔“

والد گرامی رحمہ اللہ کی زندگی کے چند مبارک نقوش

### مدینہ منورہ سے عشق و محبت

والد گرامی رحمہ اللہ پر مدینہ منورہ کی عشق و محبت کا عجیب حال تھا۔ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ وہ کسب معاش کے کاموں میں مصروفیت کے باوجود حضرت جامی رحمہ اللہ کے عاشقانہ اشعار عجیب ترنم اور ردھم میں پڑھتے تھے کہ سننے والے بھی چند لمحوں کے لیے اسی کیفیت میں ڈوب جاتے۔

فرماتے تھے کہ میں جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ آیا تو میرے دل میں یہ جذبہ تھا کہ اللہ پاک مجھے اس مبارک زمین کیلئے قبول فرمائیں چاہے مجھے مدینہ منورہ کے باہر کسی کوڑا کرکٹ کی جگہ پر ہی رہنا پڑے۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد وہاں قیام کیلئے مجاہدہ کی حد تک محنت کی تاکہ اللہ پاک یہاں کا قیام آسان فرمادیں۔ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو وہاں کے قیام اور سکونت کی نہ صرف ترغیب دیتے بلکہ انہیں ہر قسم کے تعاون کے ساتھ مدینہ منورہ کے قیام پر ثابث قدم رکھتے۔ مدینہ منورہ کے ادب کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی چیز گم ہو جاتی تو فرماتے کسی کو پسند آگئی ہوگی۔ چوری کا لفظ ادب کے طور پر استعمال نہ فرماتے۔ فرماتے کہ اگر کوئی

مجھے جنت البقیع میں ایک قبر کی جگہ کے بدلے بہت بڑا شاہی محل بھی دیدے تو میں کبھی قبول نہ کروں۔  
حدیث شریف میں جبل اُحد کی فضیلت وارد ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ والد گرامی رحمہ اللہ کی جب بھی جبل اُحد پر نظر پڑتی تو خوشی اور محبت سے چیخ نکل جاتی اور وہ ہم سب کو والہانہ انداز میں متوجہ کرتے کہ دیکھو جبل اُحد کو دیکھو۔ آپ کے سامنے اگر کوئی اہل عرب کی مخالفت کی کوئی بات کرتا تو آپ جلال میں آ کر فرماتے کہ اس مخالفت کی محنت کا رخ یہودیوں کی طرف کر لو۔  
ہم نے بارہا دیکھا کہ اگر کوئی آپ کے سامنے اہل عرب کے بارے میں کوئی کمزور بات کرتا تو آپ فوراً تنبیہ فرماتے کہ اہل عرب وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو اللہ اور رسول اللہ کے گھر کے لوگ ہیں۔ لہذا ان کے بارے میں گفتگو کرتے وقت ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اللہ پاک نے آپ کو مدینہ منورہ کے قیام سے مشرف فرمایا اور ”گلدستہ تقاسیر“ (7 جلد) اور ”دینی دسترخوان“ (3 جلد) جیسی مقبول تالیفات کی توفیق سے نوازا۔ یہ دونوں کتب مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں مرتب فرمائیں۔ ”گلدستہ تقاسیر“ کی تالیف کے دوران متعدد مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اللہ پاک نے ”گلدستہ تقاسیر“ کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ عوام و خواص سب ہی اس عظیم مجموعہ تفسیر سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب تو جدید ایڈیشن شیخ الاسلام سیدی مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی اجازت سے ان کے ”آسان ترجمہ“ کے اضافہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت دو چند ہو گئی ہے۔

مدینہ منورہ کے بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ والد گرامی کا نام عرش عظیم پر لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی یہ تحریر بھی ہے کہ ان سے کام لیا جائے گا۔ اس مبارک خواب کے مطابق اللہ پاک نے آپ سے خوب دینی کام لیا۔ اور ادارہ کے بھی جملہ اشاعتی کام اسی خوش خبری کے زمرے میں ہیں اللہ پاک قبول فرمائیں۔  
ہماری پھوپھی صاحبہ بتاتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے بھائی (والد گرامی) کے ہمراہ سفر عمرہ پر تھی۔ طواف کے دوران ایک صاحب جو پیٹ کے مریض تھے انہیں حرم ہی میں حاجت ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ بھائی صاحب نے فوراً اپنے احرام کی چادر اتاری اور اپنے ہاتھوں سے فضلہ اٹھا کر حرم شریف کے فرش کو صاف کر دیا۔ یقیناً ایسا کام وہی خوش نصیب ہی کر سکتا ہے جس کا دل حرمین شریفین کی محبت و عظمت سے معمور ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے والد گرامی رحمہ اللہ سے جنت البقیع میں تدفین کی مبارک آرزو کا اظہار کیا

تو والد گرامی رحمہ اللہ نے فرمایا تم اپنے چند بال اور ناخن وغیرہ مجھے دے دو میں ان کو جنت البقیع میں دفن کر دوں گا۔ اس طرح تمہارے جسم کا کوئی حصہ تو جنت البقیع میں پہنچ جائے گا۔

### صحبت صالح و خلافت

اللہ تعالیٰ نے والد گرامی کو بچپن ہی سے اکابر و مشائخ کی خدمت و صحبت کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ ان کی کتابت اور تالیف وغیرہ کے کاغذات بکھرے پڑے تھے تو آپ نے جاتے ہی بلا تکلف ان کاغذوں کو درست کرنا شروع کر دیا۔

اللہ پاک نے جسمانی صحت کے اعتبار سے بھی خوب نوازا تھا تو آپ کی یہی کوشش ہوتی کہ جس بزرگ کی خدمت میں جاتے تو نہایت ذوق و شوق سے بلا تکلف جسمانی خدمت سے بھی گریز نہ فرماتے۔ اللہ پاک نے آپ کو جن اکابر و مشائخ کی خدمت و صحبت سے نوازا ان میں ایک ہستی حضرت اقدس مولانا عبدالغفور نقشبندی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ والد گرامی رحمہ اللہ کی خدمت سے ایسے فرحاں و شاداں تھے کہ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل جب والد گرامی کچھ دنوں کے لئے پاکستان آنے لگے تو والد گرامی کو مخاطب کر کے فرمایا: عبدالقیوم! بہت سے لوگوں نے میری خدمت کی ہے لیکن ہم تمہاری خدمت کو نہیں بھولیں گے۔ میں تمہیں اپنی دُعاؤں میں حیاتاً و مماتاً یاد رکھوں گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ چشتیہ کے جن بزرگوں سے والد گرامی رحمہ اللہ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی ان کے اسماء یہ ہیں: حضرت مولانا سید قمر الزمان صاحب الہ آبادی مدظلہم، حضرت اقدس نواب عشرت علی خان قیصر، حضرت ڈاکٹر عبدالواحد صاحب۔

حضرت اقدس پیر فضل علی قریشی نقشبندی قدس سرہ کے سلسلہ نقشبندیہ کے جن بزرگوں سے والد گرامی رحمہ اللہ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مہاجر مدنی، حضرت حاجی محمد حسین صاحب رحمہ اللہ (مکرے والے) خلیفہ حضرت مولانا عبداللہ بھلوی، حضرت ماسٹر اختر حسین صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ جلاپوری رحمہ اللہ)

والد گرامی رحمہ اللہ کو جن اکابر کی خاص خدمت و صحبت اور خصوصی تعلق نصیب ہوا، ان میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ، حضرت علامہ محمد

یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا شاہ لطف اللہ عباسی رحمہ اللہ، شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمہ اللہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ امیر شریعت رحمہ اللہ سے خدمت و تعلق کا یہ حال تھا کہ والد گرامی رحمہ اللہ جب بھی امیر شریعت رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوتے تو شاہ جی فرماتے ہٹ جاؤ اب میری خدمت کرنے والا آ گیا ہے۔

آخر عمر جب تک صحت نے اجازت دی آپ برابر اکابر و مشائخ کی صحبت و خدمت سے مشرف ہوتے رہے۔ اکابر میں سے کسی کی وفات پر از خود آگے بڑھ کر غسل، کفن و دفن میں مجاہدانہ خدمات سرانجام دیتے اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے میت کو قبر میں اتارتے اور بعض دفعہ قبر میں بھی خود اتر کر لیٹ جاتے اور قبر کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

### والد گرامی رحمہ اللہ کے خلفائے کرام

والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں جن اکابر کی صحبتوں سے باطنی فیض حاصل کیا، حضرت اس دولت کو آگے بھی منتقل فرماتے رہے۔ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی صحبت سے سینکڑوں لوگ مستفید ہوئے اس کے علاوہ انہوں نے اپنی زندگی میں سترہ (۱۶) احباب کو اس سلسلہ کو چلانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت مفتی مجد القدوس خیب رومی مدظلہ مظاہر علوم سہارن پور، مولانا سید نجم الحسن تھانوی صاحب مدظلہ العالی تھانہ بھون انڈیا، شیخ الحدیث مولانا محمد اکبر صاحب مدظلہ جامعہ قاسم العلوم ملتان، حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہ جامعہ مدنیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی عنایت الکریم صاحب مدظلہ جامعہ رحیمیہ ملتان، حضرت مولانا قاری محمد فیاض صاحب مدظلہ مدرسہ بنوریہ، بالا کوٹ مانسہرہ، محترم حاجی محمد ظریف صاحب ملتان، حضرت حاجی ظفر اللہ صاحب پشاور، حاجی فرقان احمد صاحب ملتان، پروفیسر سعید احمد لنگڑیال صاحب ملتان، پروفیسر حکیم عبدالرشید غوری صاحب ملتان، قاری محمد اسماعیل نقشبندی صاحب ملتان قاری محمد عثمان صاحب مدینہ منورہ، صوفی محمد راشد صاحب ڈیرہ اسماعیل خان، صوفی محمد اسلم صاحب نقشبند کالونی ملتان، سید طارق شاہ صاحب پشاور

### تالیفات نافعہ پر ایک نظر

گلدستہ تفاسیر (7 جلد)، فوائد القرآن (3 جلد)، دینی دسترخوان (3 جلد)، ختم نبوت کی

تاریخی دستاویز، تعمیر انسانیت (2 جلد) تحفہ حفاظ، عام فہم تعلیمی درس قرآن، حافظی قرآن مجید (دو درتی)، وصیت نامہ (فارم) گلدستہ احادیث، اورادِ فضلیہ کی جدید ترتیب، ختم نبوت کا مختصر تعارف (جیبی)، تلخیص تجرید بخاری شریف (مستدلات حنفیہ، تحفہ نقشبندیہ)

### خاص صفت

والد گرامی رحمہ اللہ ہجرت مدینہ منورہ سے قبل خاندانی معاملات میں بڑی محنت سے اپنا کردار ادا کرتے۔ ماشاء اللہ طبیعت پر دین داری غالب تھی اس لئے سب خاندان کے لوگ آپ کی بات کو تسلیم کرتے اگرچہ ان کی طبیعت کینخلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ جانتے اور مانتے تھے کہ یہ ہمارے خیر خواہ اور بہرہ ردهیں۔ جب بھی جھگڑا ہوتا ماشاء اللہ صلح کرا کر آتے۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد بھی خاندان والے اپنے معاملات میں آپ کی طرف ہی رجوع کرتے اور آپ کی صلح پسند شخصیت سے استفادہ کرتے۔ مدینہ منورہ قیام کے دوران اہل عرب بھی اپنے خانگی اور ازدواجی معاملات میں آپ سے راہنمائی لیتے اور آپ کی حکمت سے مستفید ہوتے۔

مدینہ منورہ میں مقیم ہمارے بھائیوں کے معاملات میں بھی عجیب حکمت و فراست سے صلح اور باہمی رواداری کا درس دیتے۔ اور مدینہ منورہ میں مقیم ہمارے بھائی اور ہمیشہ گان ہفتہ میں ایک مرتبہ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کے ہاں اجتماعی حاضری دیتے تاکہ کسی کو کسی سے رنج و شکایت ہو تو اسی مجلس میں معاملہ درست کر لیا جائے۔ یہ آپ کی ایسی مبارک صفت تھی کہ آج بھی اہل خاندان آپ کو اس حوالہ سے خوب دُعائیں دیتے ہیں۔

### حضرات خلفائے کرام اور جملہ احباب سے گزارش

حضرت والد گرامیؑ کی اولاد اور تمام خلفائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اہتمام سے دینی خدمات سرانجام دیتے رہیں۔ اس کے ساتھ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی مرتب کردہ گلدستہ نقاسیر (7 جلد) اور دینی دسترخوان (3 جلد) (جدید ایڈیشن) کو اہتمام سے مطالعہ میں رکھیں اور اپنے متعلقین و مریدین کو بھی تاکید کریں کہ وہ اس مبارک تفسیر کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے اور آگے دوسروں کو متوجہ کرنے کی ترغیب دیتے رہیں۔ انشاء اللہ یہ طرز عمل حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بہترین

صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے فیض باطنی کو عام کرنے کے لئے اُن کے خلفائے کرام سے خوب خوب دینی کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خصوصی دعوت نامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خیر و عافیت سے رکھے۔

محترمہ! آپ کی مادر علمی جامعہ دارالتقویٰ نے اپنی قدیم فاضلات کیلئے سالانہ تربیتی و تبلیغی اجتماع کا اہتمام کیا ہے۔ جس میں جامعہ کے اکابر اساتذہ و معلمات سے استفادے کا موقع بھی ملے گا، آپ کو اس اجتماع میں شریک ہونے کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے محرم کے ساتھ ضرور شریک ہوں گی۔

مورخہ: 09 فروری 2020ء بروز اتوار  
بوقت: صبح: 09:00 تا: 02 بجے

والسلام  
اہل شوریٰ جامعہ دارالتقویٰ

وقت کا اہتمام فرمائیں، نیز بچوں کو ہمراہ نہ لائیں۔

بمقام مدرسہ سیدنا علیؑ الہلال مسجد نیو چو برجی پارک لاہور

مرکزی دفتر: متصل جامع مسجد الہلال، چو برجی مارک لاہور  
☎ 03-222-333-224 ☎ 03217771130  
☎ 0321-777-1130 ☎ 042-37414665 🌐 www.darulitaqwa.org

مولانا قاری حنیف جالندھری مدظلہ

## حکومت اور وفاق کے مابین مذاکرات کی تفصیل

حضرت مولانا اولیس صاحب (دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ دارالتقویٰ) کی درخواست پر حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب مدظلہ العالی نے حکومت سے ہونے والے مذاکرات کی مختصراً روداد بیان فرمائی جو قارئین کی نظر کی جاتی ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھیے گا کہ دینی مدارس اللہ اور اس کے پیغمبروں کے دین کی اشاعت اور تحفظ کے ادارے ہیں مجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ حکومت کیا چاہتی ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا بہت معمولی سا فرق ہے۔

حکومت چاہتی ہے کہ مدارس، اسکول بن جائیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسکول مدرسے بن جائیں اب اتنا سا فرق ہے۔

حکومت چاہتی ہے کہ مدرسوں میں آپ انگریزی پڑھائیں، کمپیوٹر پڑھائیں، ریاضی پڑھائیں۔ سائنس پڑھائیں، یہ چیزیں پڑھائیں۔ قرآن وحدیث ضرورت کے درجے میں تھوڑا بہت بتادیں، وہ یہ کہتے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اسکول بھی مدرسے بن جائیں، سکولوں میں قرآن وحدیث ہونا چاہے۔ فقہ ہونی

چاہیے، دین کا بنیادی اور ضروری علم ہونا چاہیے۔ ہمارے مذاکرات کا محور یہی ہوتا ہے کہ مدارس باقی رہیں اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مدرسہ ہے تو اللہ پاک کا دین ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں لاہور میں پنجاب یونیورسٹی ہے گورنمنٹ کے اسکول ہیں کالجز ہیں، میں بھی پیسہ دیتا ہوں، آپ بھی دیتے ہیں، میں بھی ٹیکس دیتا ہوں، آپ بھی ٹیکس دیتے ہیں، آپ مجھے لاہور کا ایک سرکاری تعلیمی ادارہ بتائیں جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد سے تقریباً 70 سال سے کوئی ایک حافظ قرآن پیدا کیا ہو؟ یہ قوم کی ضرورت نہیں، رمضان آتا ہے، میں نے ایک دن ایک جلسہ میں کہا کہ ابھی رمضان آ رہا ہے اگر ہم یہ اعلان کر دیں کہ مدرسے کے پڑھے ہوئے حافظ، مکتبوں کے پڑھے ہوئے حافظ وہ اس دفعہ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن نہیں سنائیں گے، مصلیٰ نہیں پڑھیں گے، گورنمنٹ سے بندہ لوجو مصلیٰ سنائے، تو کیا کسی مسجد میں تراویح میں پورا قرآن ختم ہوگا؟ مفتیان کرام، علمائے عظام کیا یہ قوم کی ضرورت نہیں؟ آپ کو طلاق، نکاح اور میراث کے مسائل پوچھنے ہوں تو آپ کس سے پوچھیں گے؟ یہ حضرات قوم کی کتنی بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مدرسہ پاکستان کی ضرورت ہے، مسلمانوں کی ضرورت ہے اور قوم کی ضرورت ہے۔

ہمارے آخری مذاکرات میں یہ بات بھی طے ہوئی کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن جو ایک عرصہ سے بند ہے جس کو خود حکومت نے معطل کیا ہوا ہے۔ 2015 یا 2014 سے اور الزام ہم پر عائد کرتے ہیں کہ مدرسہ رجسٹر نہیں ہے، یہ بات وزیر تعلیم کے ساتھ، حکومت کے ساتھ مذاکرات میں لکھی گئی ہے کہ حکومت جلد از جلد مدارس کی رجسٹریشن کو کھولے گی اور تمام مدارس رجسٹر ہونگے اور محکمہ تعلیم میں ہوں گے۔ محکمہ صنعت میں نہیں ہوں گے کہ پہلے وہاں ہوتے تھے اس واسطے کہ ہمارے مدارس اور ادارے فیکٹریاں نہیں ہیں بلکہ تعلیمی ادارے ہیں اس لیے ان کی رجسٹریشن بھی محکمہ تعلیم ہی کرے گا اور وفاقی سطح پر کرے گا، چنانچہ آپ تمام مدارس قانونی حیثیت رکھیں۔ غیر قانونی کوئی مدرسہ نہ قرار دیا جائے۔ جیسے ہی وہ رجسٹریشن کھولیں گے تو ہمارے مسؤلین آپ حضرات کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں گے تاکہ آپ حضرات کو مشکلات پیش نہ آئے۔ رجسٹریشن کے لیے انہوں نے فارم بنائے ہوئے تھے، ایک ایسا فارم بھی ہمارے پاس بھیجا جس میں لکھا تھا کہ مدرسہ میں سائیکلیں کتنی ہیں، موٹر سائیکلیں کتنی ہیں، چار پائیاں کتنی ہیں، کرسیاں کتنی ہیں؟

میں نے کہا اس کا تعلیم سے کیا تعلق؟ کیا چار پائیاں، کرسیاں اور میز ایک ہی تعداد میں رہتی ہیں، یا ٹوٹی اور نئی آتی رہتی ہیں۔ ہم نے پھر ایک رجسٹریشن فارم بنا کر دیا جو انہوں نے قبول کر لیا چنانچہ آپ حضرات ہمارے متعین کردہ رجسٹریشن فارم پر ہی مدرسوں کی رجسٹریشن کریں۔

ہمارے لیے دعا بھی کیا کرو تمہیں پتا نہیں ہے کہ تم تو آرام سے، سکون سے پڑھ رہے ہو اور الحمد للہ پڑھتے رہو اور ہم کن مشکلات سے گزرتے ہیں، وہ کیفیات بیان نہیں کر سکتا جن ابتلاء سے ہم گزرتے ہیں ایسے ہی نہیں ہمیں عوارض لاحق ہو گئے، گولیاں کھاتے ہیں۔ بلڈ پریشر اور شوگر کی صرف انہیں مدارس کی ذمہ داری کی وجہ سے، میں کہتا ہوں کہ اللہ پاک پوچھے گا کہ تمہارے پاس کیا ہے تو ہم وفاق والے یہ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم مدرسوں کی حفاظت کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اللہ پاک نے تقسیم کار کی ہے، جیسے: تبلیغ والوں کو تبلیغ کا کام دے دیا وہ اپنا دعوت و تبلیغ پیش کریں گے، اہل تصوف خانقاہ پیش کریں گے، کچھ اپنا درس و تدریس پیش کریں گے اور ہم مدارس کی بقاء اور حفاظت کی خدمت اور کوشش پیش کریں گے۔

حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب فرماتے تھے کہ: حنیف! تیرے لیے تیرا نام لے کر دعا کرتا ہوں اس لیے کہ تو مدرسوں کی جنگ لڑتا ہے اس لیے تیرا نام لے کر دعا کرتا ہوں، اللہ والوں کی دعاؤں کی برکت تھی اور جب ملاقات کے لیے جانا ہوتا تو آپ ہتھیڑ مارا کرتے تھے اس میں جو پیار اور لذت تھی وہ اب کہاں؟ ایک دفعہ سہ روزہ لگایا تو ہماری تشکیل تصور کردی میں نے کہا ہمارا تصور تھا اس لیے ہماری تشکیل تصور میں ہوئی۔ بہر حال مدرسہ کی رجسٹریشن ہوگئی اور دسمبر سے غالباً شروع ہو جائے گی۔ اس لیے تمام مدارس قانونی حیثیت رکھیں تاکہ بعد میں آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

2- دوسری بات ان کے ساتھ یہ طرہ ہوئی ہے کہ جتنے غیر ملکی طلبہ یہاں تعلیمی ویزے پر آنا چاہتے ہیں اب تک ان کو تعلیمی ویزہ نہیں ملتا، جماعت میں آتے ہیں وقت لگانے، ان کو ویزٹ ویزہ ملتا ہے پھر ان کو شوق پیدا ہوتا ہے پڑھنے کا ان کو تعلیمی ویزہ نہیں ملتا۔ اب ان کے اور ہمارے درمیان لکھا جا چکا ہے کہ تعلیمی ویزہ باقاعدہ مدارس کے لیے بھی حکومت جاری کرے گی اور 9 سال کا جاری کرے گی کیونکہ ہمارا انصاب 8 سال کا ہے اگر کوئی ایک سال میں رہ گیا تو وہ اس کو دوبارہ پڑھ کر مکمل درس نظامی کر سکے۔ اور ویزہ صرف ملاقاتی نہیں ہوگا، جیسا کہ ابھی مفتی طیب صاحب نے بتایا کہ دو وجہ سے لوگ پاکستان آنا چاہتے

ہیں۔ مدارس میں پڑھنے کے لیے یا تبلیغی جماعت میں وقت لگانے کے لیے۔

3- تیسری بات آئے دن ہمارے پاس ایجنسیاں آتی رہتیں ہیں۔ ایک جاتا نہیں دوسرا پہلے آجاتا ہے۔ بتاؤ کتنے اساتذہ ہیں، کتنے طلبہ ہیں، کہاں سے پیسہ آتا ہے؟ آپ کے کوائف صرف اور صرف محکمہ تعلیم لے گا، جہاں آپ کی رجسٹریشن ہوگی۔ کسی اجنسی کا کوئی اہلکار بھی آپ کے کوائف معلوم کرنے کا مجاز نہیں ہے اور وہ مدرسوں کو آکر پریشان نہ کریں۔

4- ایک بات یہ طہ ہوئی ہے کہ جو مدرسے ٹیکنیکل تعلیم دینا چاہتے ہیں کمپیوٹر وغیرہ کی، وہ ان کی صواب دید پر ہوگا۔

5- ایک بات یہ طہ ہوئی ہے کہ ہم اپنے مدرسوں میں اپنی ضرورت کے مطابق، نظام کے مطابق مڈل تک تعلیم شروع کی ہوئی ہے۔ ہم اس کو میٹرک تک لائیں گے ہم خود چاہتے ہیں کہ ہمارے مدرسوں کے بچوں کے پاس بنیادی تعلیم ہو اور پھر آہستہ آہستہ اس کو F.A تک لائیں گے۔ ہم اپنی دینی تعلیم کمزور کیے بغیر یہ بنیادی تعلیم دینا چاہتا ہیں تاکہ ہمارے بچوں کو انگلش بھی آتی ہو، ریاضی بھی آتی ہو، مطالعہ پاکستان بھی آتا ہو، تاریخ بھی آتی ہو، کمپیوٹر بھی آتا ہو اور قرآن و حدیث اور فقہ میں بھی ماہر ہو۔

ہماری یہ سندیں باقاعدہ F.A، میٹرک کے برابر ہوں گی۔ عامہ اور خاصہ کی سند میٹرک اور ایف اے کے برابر قانونی حیثیت رکھے گی۔

ہم نے اس پر غور شروع کر دیا ہے کہ ہماری نصابی کمیٹی نے کس طرح ہم اس میں ایسی تبدیلی لائیں جس سے ہماری دینی تعلیم بھی کمزور نہ ہو اور ہمارے بچوں کے پاس یہ بنیادی تعلیم بھی ہو اور ہمارے دورہ حدیث کی سند M.A کے برابر ہے اس میں جو رکاوٹیں ڈالتے ہیں وہ نہیں ڈالی جائے گی اس پر جو استحقاق بنتا ہے وہ ان کو استحقاق ملے گا۔

دعا فرمائیے کہ اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ حکومت کو عمل درآمد کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ پاک ان طلبہ و طالبات کو دینی علوم میں ماہر اور فنون سے واقفیت عطا فرمائے۔ آمین



## آپ کے مسائل کا حل

### قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق

اگر کسی آدمی نے قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق دریا برد کر دیئے ہوں دریاں حالیکہ دریا کا پانی عروج پر ہو۔ آیا اس سے قرآن کریم کی بے حرمتی لازم آتی ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ یہ کاغذات دریا میں وزن کے ساتھ ڈالے تھے کہ جس سے وہ تیرنے کی بجائے نیچے تہ میں بیٹھ جائیں۔

الجواب: قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کے بارے میں بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ انہیں کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دیا جائے جہاں لوگوں کا چلنے پھرنے یا نجاست وغیرہ پہنچنے کا امکان نہ ہو۔ اگر اس کی بجائے کسی بڑی نہر یا دریا میں بھی کسی وزنی چیز کے ساتھ ڈال دیئے تو بھی گنجائش ہے۔ اور یہ قرآن پاک کی بے ادبی شمار نہ ہوگی۔ (بحوالہ: فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۱۹۴)

### پاکی کے لیے صابن کا استعمال

کوئی بھی خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم میرے کپڑوں یا میرے بستر سے چھو جائے تو میں ان جگہوں کو صابن لگا کر پانی سے دھوتی ہوں۔ میرا یہ رویہ لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔ میں آپ سے ان مسائل کے جوابات قرآن و سنت کی روشنی میں چاہتی ہوں۔ تاکہ میری دنیا و آخرت سنور سکے۔ اور میں جان سکوں اسلام ان مسائل کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ میری اصلاح کا اس کے علاوہ اور کوئی متبادل ذریعہ نہیں ہے۔ کسی چیز، ہاتھ، کپڑوں اور برتن وغیرہ کو پاک کرنے کے لیے صابن

لگانا ضروری ہوتا ہے یا صرف خالی پانی یعنی صاف پانی سے تین مرتبہ دھو دینا کافی ہوتا ہے؟  
جواب: صرف پانی سے دھولینا کافی ہے۔ صابن لگانا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

### پیشاب کے قطرے

فلیش بہت چھوٹا ہے جس کی وجہ سے پیشاب کرتے وقت چند قطرے کپڑوں پر اور پاؤں پر گر جاتے ہیں۔ ویسے پاؤں تو ہم دھولیتے ہیں کیا شلوار بدلنا ضروری ہے نماز کے لیے۔  
جواب: پاؤں بھی دھولیں اور کپڑے کے جتنے حصہ پر یقیناً قطرے لگے ہوں صرف اتنے حصہ کو دھولیں۔ کپڑا بدلنے کی ضرورت نہیں۔

### پینٹ شرٹ کا کاروبار

ڈریس پینٹ شرٹ اور کوٹ کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور اس سے حاصل ہونے والا نفع حلال ہے یا نہیں؟ مقصود اس پینٹ کے بارے میں پوچھنا ہے جو ڈریس پینٹ کہلاتی ہے اور کوٹ کے ساتھ بھی استعمال ہوتی ہے اور بغیر کوٹ کے بھی، دفتروں وغیرہ میں استعمال ہوتی ہے۔ اور ٹائی کا باندھنا اور اس کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟ حلال ہے یا حرام؟  
جواب: یہ کاروبار ناپسندیدہ ہے۔ بہتر ہے پرہیز کریں، ٹائی اور جینز سے بھی پرہیز کریں۔

### چائے مال پر جاپانی مہر لگوانا

ہم لوگ باہر کے ملک سے مال منگواتے ہیں، چائے اور جاپان کا۔ اب کچھ لوگ ہم سے ایسا مال منگواتے ہیں جو ہوتا تو چائے کا ہے مگر مہر جاپان کی لگی ہوتی ہے۔ اور یہ مال ہم سے جو بھی منگواتا ہے ہم اس کو بتلا کر دیتے ہیں کہ یہ مال کیسا ہے، اب بہت سے دکان دار ہم سے ایسا مال منگواتے ہیں۔ اور وہ آگے گا ہک کو بتلا کر بیچتے ہیں یا کچھ نہیں بتلاتے ہمیں معلوم نہیں، وہ ان کا فعل ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا ایسا مال منگوانا جائز ہے کہ نہیں؟ حالانکہ ہمارے درمیان اور جو ہم سے مال منگواتے ہیں ان کے درمیان کوئی بات مجہول نہیں ہوتی۔

جواب: چائے کے مال پر جاپان کی مہر لگوانا جائز نہیں ہے، یہ خود غلط بیانی ہے۔

### قرض دینے کے بعد پیسوں کی قیمت کم ہوگئی

ایک شخص نے میرے والد صاحب سے 10 سال پہلے 50000 روپے قرض لیا۔ وہ 50000

روپے واپس کرنا چاہتا ہے، جبکہ اب پچاس ہزار کی ویلیو بہت کم ہے اور اس وقت بہت زیادہ تھی۔ کیا اب صرف پچاس ہزار ہی کے والد صاحب حقدار ہیں یا ان پچاس ہزار کی اس وقت کی مارکیٹ ویلیو کے اعتبار سے اب جتنے پیسے بنتے ہیں اتنے کے حقدار ہیں؟۔

الجواب: روپوں میں زائد وصول نہیں کر سکتے۔ البتہ انہیں یہ حق حاصل ہے کہ قرض دیتے وقت پچاس ہزار کی جتنی چاندی آتی تھی، اب اتنی چاندی وصول کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر اس وقت پچاس ہزار کی 50 تولہ چاندی آتی تھی تو آپ کے والد پچاس تولہ چاندی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

### مسافر کا قصر کی نیت سے مقیم کی اقتداء کرنا

مسافر قصر کی نیت کے ساتھ اگر مقیم کی اقتداء کر لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قصر کی نیت کے ساتھ مقیم کی اقتداء کرنے سے نماز میں نقصان نہیں آتا لیکن ایسا قصد نہیں کرنا چاہیے۔

### لائف انشورنس

جناب گزارش ہے کہ یہ اسٹیٹ لائف انشورنس والے جو بچوں کے نام پر انشورنس کروانے کے سلسلے میں جو کہتے ہیں کہ آپ سال کا ساڑھے چھ ہزار روپے جمع کروائیں اور بیس سال کے بعد آپ کی رقم تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار روپے جمع ہونی ہے۔ لیکن اگر کوئی حادثہ نہ ہو تو وہ آپ کے ساڑھے چھ لاکھ روپے دیتے ہیں۔ اور اگر انشورنس کروانے والے کی موت واقع ہو جائے تو سالانہ قسط بند ہو جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی طرف سے تقریباً دو ہزار روپے مہینے کی قسط ملنا شروع ہو جاتی ہے اور باقی رقم ساڑھے چھ لاکھ روپیہ ضرور ملتی ہے۔ بیس سال بعد۔ یہ پتا کرنا تھا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: لائف انشورنس ناجائز ہے کیونکہ ممبر کی طرف سے انشورنس کمپنی کو جو رقم جمع کروائی جاتی ہے وہ شرعی نقطہ نظر سے قرض ہے اور انشورنس کمپنی کا اپنے ممبر کو بیس سال بعد یا کسی حادثے کے وقت اصل رقم پر اضافہ کر کے دینا قرض پر نفع دینا ہے جو کہ واضح طور پر سود ہی کی شکل ہے۔



## جامعہ کے شب و روز

- ✽ جامعہ دارالتقویٰ کی ”قدیمات کا جوڑ“ امسال انشاء اللہ 9 فروری بہ روز اتوار صبح 9 تا ظہر جامع مسجد الہلال چوہدری میں ہوگا۔ اوقات صبح 10 بجے تا ظہر ہوں گے۔
- ✽ اسی طرح قدماء کا جوڑ انشاء اللہ 16 فروری 2020 بہ روز اتوار بمقام الہلال مسجد چوہدری میں ہوگا۔ اوقات: صبح 10 بجے تا عشاء ہوں گے۔ اس اجتماع میں علمائے کرام، مشائخ عظام، اہل شوریٰ اور اساتذہ کے علاوہ مدینہ منورہ سے حضرت مولانا محمد الیاس فیصل صاحب خصوصی طور پر شرکت فرمائیں گے۔
- ✽ جامعہ دارالتقویٰ کے شعبہ بنات کے سالانہ امتحانات 10 مارچ سے اور بنین کے 11 مارچ سے شروع ہو کر 18 مارچ تک ہونا قرار پائے ہیں۔
- ✽ شعبہ حفظ کے سالانہ امتحانات وفاق المدارس کے امتحان سے تین دن پہلے ہوں گے۔
- ✽ بنین و بنات کی ختم بخاری شریف کی تقریب انشاء اللہ العزیز یکم مارچ کو چوہدری میں منعقد ہوگی جس میں جمید علمائے کرام، مشائخ عظام اور بنین و بنات کے والدین و سرپرست حضرات اور اہل علاقہ شرکت کریں گے۔ خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوگا۔ شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔
- ✽ جامعہ دارالتقویٰ اور مدرسہ فاطمہ الزہراء شیخوپورہ شاخ کی ختم بخاری شریف کی تقریب 8 مارچ 2020 کو ہوگی۔ انشاء اللہ
- ✽ بنین و بنات کی سالانہ نتائج کی تقریب 7 جون 14 شوال کو چوہدری میں ہوگی۔



## دعوت نامہ

## تقریب ختم بخاری شریف



محترم و مکرم جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہونگے

جامعہ دارالتقویٰ لاہور کے زیر اہتمام مہینہ اور بنات میں ختم بخاری شریف کے موقع پر

ایک مبارک تقریب منعقد کی جا رہی ہے۔ جس میں اکابر علماء کرام و مشائخ عظام دامت برکاتہم

تشریف لارہے ہیں۔ آنجناب کو اس بابرکت تقریب میں شرکت کی پر خلوص دعوت ہے۔

آپ کی آمد ہمارے لئے باعث مسرت اور جامعہ دارالتقویٰ کے طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی۔

والسلام

اہل شوریٰ جامعہ دارالتقویٰ

مورخہ: 01 مارچ بروز اتوار 2020ء

بوقت: صبح: 09:30 تا 12:30

مدرسہ سیدنا علیؑ الہلال مسجد نیو چوہدری پارک لاہور

بمقام

03-222-333-224 0321-777-1130 042-37414665

www.darultaqwa.org

# خوشخبری

جامعہ دارالتقویٰ کے زیر اہتمام یہاں کہ فاضل طالبات کے ذریعے سے لاہور میں مختلف جگہ ہم نے پانچ سے دس سال کی طالبات کیلئے ناظرہ قرآن پاک پڑھنے کی مختلف علاقوں میں ترتیب بنائی تھی الحمد للہ اس وقت چالیس کے قریب مختلف جگہوں میں اس ایک سال کے دوران ہی 600 کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں

## وہ علاقے جہاں درس قرآن اور بیت التقویٰ جاری ہے

0333-4158095	مولانا شاکر صاحب: مکان نمبر 29-C ویلنٹینا ٹاؤن لاہور	1
0324 -4740472	اہلیہ احمد مکان نمبر 21 مدینہ ٹاؤن نزد گومتہ	2
0335 -4235813	اہلیہ عبدالعزیز مکان نمبر 11/A ڈی آر ایس کالونی عقب ڈی پی ایس سکول ماڈل ٹاؤن لاہور	3
0322 - 4802281	بنت امان اللہ خان مکان نمبر 4 گلی نمبر 2 خان سٹریٹ نزد ایس اے رحمان سٹاپ داروغہ والا	4
0300 -4979681	بنت ضمیر شریف مکان نمبر 17 گلی نمبر 11 مین بازار مصطفیٰ آباد	5
0300 -9457819	اہلیہ شاہد مکان نمبر 38 عمر کالونی انٹرنی روڈ مصطفیٰ آباد	6
0320 -9945133	بنت جاوید مکان نمبر 7 گلی نمبر 49 مصطفیٰ آباد	7
0322 -4622957	بھائی عبدالجبار صاحب مکان نمبر 1499 اے بلاک تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم نزد بٹ چوک	8
0323 -4353933	اہلیہ محمد آصف مکان نمبر 193 باہر روڈ ریل وے کالونی مغل پورہ	9
0324 -4046783	بنت حبیب الرحمان خان مکان نمبر 7 گلی نمبر 7 افضال پارک طیبہ چوک ہرنس پورہ لاہور	10
0332 -8498902	بنت ریاست علی مکان نمبر 148 ایل ڈے اے کالونی درس بڑے میاں مغل پورہ	11
0307 -4422134	بنت طاہر مکان نمبر 90 گلی نمبر 3 مدنی کالونی شایہمار لنگ روڈ مغل پورہ لاہور	12
0323 -4000773	بھائی زین چشمید صاحب مکان نمبر 132 ایف بلاک گلی نمبر 5 فیروز ڈی ایچ اے لاہور	13
0333 -4236459	بنت نصیر مکان نمبر E/42 کیٹ ویوس سائی نزد بھٹ چوک بیدیاں روڈ لاہور	14
0324 -9451700	حافظ ذاکر صاحب مکان نمبر 1-B-9 گلی نمبر 1 نزد فیروز سادات ٹاؤن بیدیاں روڈ لاہور	15
0300 -4015576	ڈاکٹر شاہد منیر صاحب مکان نمبر 587 گلی نمبر 31 گل بہار بلاک بحریہ ٹاؤن لاہور	16
0303 -4571821	اہلیہ اشفاق مکان نمبر 9/5 گلی نمبر 32 چینی سٹریٹ رسول پارک اچھرہ لاہور	17
0300 -4142450	بنت رفاقت علی مکان نمبر A/132 کوٹ بلاک نزد کوٹ مسجد اعوان ٹاؤن لاہور	18
0322 -8411211	بنت عبدالقوی جامع مسجد بلال پہلا گول چکر سمن آباد نزد شیراز بیکری	19
	اہلیہ طاہر گلی نمبر 13 مکان نمبر 40 نزد شایہمار کالونی ملتان روڈ لاہور بیت التقویٰ	20
0321-9477975	جناب صلاح الدین صاحب 11/A ڈی آر ایس کالونی ماڈل ٹاؤن لاہور	21
0323-4703101	جناب محمد عابد صاحب: مکان نمبر 21 مدینہ ٹاؤن نزد گومتہ لاہور	22

وہ حضرات جو اپنے علاقوں میں درس قرآن اور بیت التقویٰ شروع کروانا چاہیں ذیل کے نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

مرکزی دفتر 212 احمد بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور 042-35838794-0333-4510090